(۸۹) رجسٹری شدہ بہ سرکار عالی (۸۹)



طریقت بجز خدمت خلق نیست   بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

ماہنامہ

انیس الغربا

(۱۳۵۵ھ)

پیار کرکے اپنے بچوں کو ادھر بھی اک نظر   الحذر دنیا میں آزادِ یتیمی الحذر

(مدیر)

خادم

مردانہ و زنانہ یتیم خانہ انیس الغربا بلدہ حیدرآباد دکن

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا ہم کیا ہیں جو کام ہم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا، ہوا کرم سے تیرے جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

مردانہ وزنانہ یتیم خانہ انیس الغربا (قیام [illegible])

ہمارا نصب العین

پبلک میں رفاہی کاموں کی صلاحیت پیدا کرنا۔ عمل سے دور اور عادی متنفر یا توانی اشخاص کو محنت سے مانوس کرنا۔ پبلک میں یتیموں کا احساس پیدا کرتے ہوئے خیرات کی تنظیم کرنی

عمومیات یتیم خانہ

اُردو کی ابتدائی تعلیم حساب کتاب صنعت و حرفت کی تعلیم خیاطی فرنیچر سازی و نجاری بیدبافی مولڈنگ ہنگری و اصلاح سازی کی تعلیم مع

دوکانات یتیم خانہ۔ جہاں کام آرڈروں پر لیا جاتا ہے اور دفاتر سرکاری کے آرڈروں کی تعمیل بھی کیجاتی ہے

خصوصیات ـــــ (ھذا من فضل ربی) ـــــ یتیم خانہ

مردانہ وزنانہ مذہبی خاص عملی تعلیم۔ لڑکوں کے حفاظ کی جماعت۔ دکن میں لڑکیوں کے حفاظ کی واحد تعلیم گاہ۔ لڑکیوں کی خالص اسلامی تعلیم و تربیت کے ساتھ پرورش و پرداخت۔ دکن میں یتیم و بیسہارا لڑکیوں کی واحد شادی گاہ۔ دکن میں نابیناؤں کے نوشت و خواند کی تعلیم کی واحد درسگاہ۔ نابیناؤں کی بیدبافی کی تعلیم کا واحد مقام۔ نومسلمین و نومسلمات کی خالص اسلامی تعلیم کا واحد قیام گاہ۔ جو لڑکے بوجہ ناداری انگریزی سلسلہ تعلیم کو جاری نہیں رکھ سکتے۔ دکن میں انکے میٹرک ایف اے۔ بی اے وغیرہ کی تعلیم و طعام کے انتظام کا واحد قیام گاہ۔

باشندگان اضلاع کی مذہبی ناواقفیت کے مد نظر خدمات شرعیہ کی خاص تعلیم

بقول۔ مولنا سید سلیمان صاحب ندوی۔ ملک کے طول و عرض میں اکثر یتیم خانوں کو پرورش گاہ دیکھا لیکن اسکو پرورش گاہ کے علاوہ تربیت گاہ پایا جو اسکی خاص خصوصیت ہے

بقول۔ مولنا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی۔ میں نے آجتک کسی یتیم خانہ میں جملہ امور ضروریہ کو ایک جا مجتمع نہیں دیکھا جیسا کہ یہاں۔ جی چاہتا ہے کہ دیوبند کے طلبہ کو یہاں کی سیر کراؤں۔

بقول۔ مولنا عبد الباری صاحب فرنگی محلی۔ میں مسلمانوں کے قومی کاموں سے بددل ہو چکا ہوں لیکن اسکو مسلمانوں کے مستثنیٰ کاموں میں پایا جہاں خلوص و حسن تدبر کام کر رہا ہے

بقول۔ مولنا حضرت محمد حسن نظامی دہلوی۔ اگر مخلصین بیعت قبول کرتے ہوتے تو میں مولنا خواجہ بدر الدین صاحب سے بیعت کر لیتا اور ان سے اس کام کا طریقہ سیکھ لیتا۔

آپ

یتیم خانہ کی کارگذاری کی ضمانت اس سے بڑھکر اور کیا چاہتے ہیں جبکہ وہ بلا سرپرستی احدے صرف پبلک کی امداد پر محض توکل علی اللہ کام کر رہا ہے

ماہنامہ انیس الغربا ۱۳۵۵ھ

جلد (۲) فہرست مضامین بابتہ ماہ جمادی الاول ۱۳۵۶ہجری شمارہ (۵)

تحفہ — پائے اقدس پہ چشم تر ہوتی

از جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی

آہ اک شب تو با اثر ہوتی
وہ تجلی حق ادھر ہوتی!

پائے اقدس پہ چشم تر ہوتی
شب گزرتی یونہی سحر ہوتی!

نالۂ نارسا، رسا ہوتا
سرمۂ چشم خاک در ہوتی!

کچھ تو ارمان دل نکل جاتا
کچھ تو تسکین چشم تر ہوتی!

نقش پا کو لگاتے آنکھوں سے
یوں دوائے دل و جگر ہوتی!

حسرت دید دل میں لب پہ درود
اب تو ہر شب ہی یوں بسر ہوتی!

ہے حضوری نصیب میں شاید
ہند میں اب نہیں بسر ہوتی

مسلمان ایک دوسرے کے قوت بازو ہیں

عن ابی موسیٰ. ان المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا وشبک بین اصابعہ

جناب ابو موسیٰؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ مومن مومن کے لئے مثل عمارت (دیوار یا بنیاد) کے ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو تقویت دیتا اور مضبوط کرتا ہے۔ (یہ کہہ کے آپ نے مثال کے طور پر) ہاتھ کی انگلیوں کے درمیان انگلیاں ڈال کر تشبیک فرمائی۔

جماعت سے نماز پڑھنے کا ثواب

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ . صَلٰوةُ الْجَمِیْعِ تَزِیْدُ عَلٰی صَلٰاتِهٖ فِی بَیْتِهٖ وَصَلٰاتِهٖ فِی سُوْقِهٖ خَمْسًا وَعِشْرِیْنَ دَرَجَةً فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَاَتَی الْمَسْجِدَ لَا یُرِیْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ لَمْ یَخْطُ خَطْوَةً اِلَّا رَفَعَهٗ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ خَطِیْئَةً حَتّٰی یَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ کَانَ یَحْبِسُهٗ وَتُصَلِّیْ عَلَیْهِ الْمَلَائِکَةُ مَادَامَ فِیْ مَجْلِسِهِ الَّذِیْ یُصَلِّیْ فِیْهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَالَمْ یُؤْذِ یُحْدِثْ .

جناب ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جماعت کی نماز گھر کی نماز، اور بازار کی نماز سے پچیس درجے زیادہ (فضیلت و ثواب) رکھتی ہے۔ اور تم میں سے جب کوئی وضو کرے اور اچھی طرح کرے پھر وہ مسجد میں محض نماز پڑھنے کے ارادہ سے آئے تو وہ جو قدم (اس راہ میں) اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ ہر قدم پر اس کے ایک درجہ کو بلند کرتا اور ایک گناہ کو معاف کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جائے پھر مسجد میں داخل ہو کے وہ جب تک (نماز کے انتظار میں) رہے گا نماز ہی میں سمجھا جائے گا۔ اور جب تک وہ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ بیٹھا رہے گا۔ فرشتے اس کے لئے یہ دعا کرتے رہینگے "اے اللہ اس کی مغفرت فرما اے اللہ اس پر رحم کر (اور دعا کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا) جب تک وہ کسی کو اذیت نہ پہنچائے یا اس کا وضو نہ ٹوٹ جائے۔

جماعت میں شامل نہونے پر عتاب

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ . وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَیُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ

جناب ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ "قسم ہے اُس ذات کی

فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا اَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ ۔

جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ (لوگوں کو لکڑیاں فراہم کرنے کا حکم دوں پھر نماز کا حکم دوں پس نماز کے لئے اذان، اقامت کہی جائے پھر میں ایک شخص کو مامور کروں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے پھر میں (ان) لوگوں کی طرف جاؤں (جو نماز کے لئے حاضر نہ ہوئے ہیں) اور ان کے گھروں میں آگ لگادوں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر ان میں سے کیکو یہ معلوم ہوجائے کہ وہ موٹی ہڈی یا دو عمدہ گوشت والی ہڈیاں پائیگا تو یقیناً وہ عشاء کی نماز میں حاضر ہو۔

خدا کی پسندیدہ عبادتیں

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَلصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ ثُمَّ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔

جناب ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلعم سے دریافت کیا "خداوند تعالیٰ کو کونسا عمل زیادہ پسند ہے" آپ نے فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا، پھر والدین کے ساتھ بھلائی کرنا۔ اور اس کے بعد خدا کی راہ میں جہاد کرنا"۔

دلوں میں نقب نہ لگاؤ۔ دلوں کا حال دریافت نہ کرو

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَلَا تَاْمَنُوْنِيْ وَاَنَا اَمِيْنُ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَاْتِيْنِيْ خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَّمَسَاءً فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِتَّقِ اللّٰهَ قَالَ وَيْلَكَ اَوَلَسْتُ اَحَقَّ ۔

جناب ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالبؓ نے یمن سے رسول اللہ صلعم کے پاس تھوڑا سا سونا چمڑہ کی رنگی ہوئی تھیلی میں بھیجا یہ سونا ابھی مٹی سے صاف نہیں کیا گیا تھا ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم

اَهْلِ الْاَرْضِ اَنْ يَّاْمَنَنِیْ اللّٰہَ قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَضْرِبُ عُنُقَهٗ قَالَ لَا قَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يَّكُوْنَ مُصَلِّیْ فَقَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِّنْ مُّصَلٍّ يَقُوْلُ بِلِسَانِهٖ مَا لَيْسَ فِیْ قَلْبِهٖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَمْ اُوْمَرْ اَنْ اَنْقُبَ قُلُوْبَ النَّاسِ وَلَا اَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ اِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ اِنَّهٗ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِیْ هٰذَا قَوْمٌ يَّتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَاَظُنُّهٗ قَالَ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ ؏

نے یہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ پس آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا۔ "ہم ان لوگوں سے اس مال کے زیادہ حقدار تھے" رسول اللہ صلعم کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم مجھکو امین خیال نہیں کرتے حالانکہ میں ان لوگوں کا جو آسمان میں ہیں امین ہوں اور (روزانہ) صبح و شام آسمان کی خبر میرے پاس آتی ہے۔" ابو سعیدؓ کا بیان ہے کہ (یمن کے) ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا "یا رسول اللہ! خدا سے خوف کیجئے" آپ نے فرمایا "خدا تجھکو ہلاک کرے کیا میں اہل زمین میں سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا نہیں ہوں" راوی کہتے ہیں کہ وہ شخص چلا گیا اور خالد بن ولید نے کہا۔ یا رسول اللہ کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں" آپ نے فرمایا "نہیں! کیونکہ ممکن ہے وہ نماز پڑھتا ہو" خالد بن ولیدؓ نے عرض کیا" (یا رسول اللہ) بہت سے نمازی ایسے ہوتے ہیں۔ جو زبان سے تو کہتے ہیں لیکن اُن کے دل میں کچھ نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "مجھکو (اللہ کی طرف سے) یہ حکم نہیں دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے دلوں میں نقب لگاؤں یا ان کا پیٹ پھاڑ کر دیکھوں" ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ پھر آپ نے اس شخص کی طرف دیکھا جو پیٹھ ادھر کئے جا رہا تھا۔ اور فرمایا اس شخص کی نسل سے ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو کتاب اللہ کو ذوق و شوق سے پڑھیگی۔ لیکن وہ کتاب ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گی اور وہ مذہب سے اس طرح نکل جائے گی جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے" راوی کا بیان ہے کہ میرا خیال یہ ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "اگر میں

اُن لوگوں کو پا جاؤں تو ان کو قوم ثمود کی طرح مار ڈالوں"

فرمودہ حضرت غوث پاک میرا ن محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

آدمی خدا سے کس طرح رہے اور مخلوق سے کس طرح

بندۂ خدا خدا کیساتھ تو ایسا رہے کہ گویا مخلوق موجود ہی نہیں۔ اور مخلوق کیساتھ اس طرح کہ گویا نفس موجود ہی نہیں۔ جب آدمی مخلوق کے بغیر اللہ کیساتھ رہے گا۔ تو وہ اللہ کو پائے گا اور سب سے فنا ہو جائے گا۔ جب وہ مخلوق کیساتھ بلا نفس رہے گا تو عدل و انصاف ضرور کرے گا۔ اور حق پر ثابت قدم رہے گا۔ اور انجام بد سے محفوظ رہے گا۔ خلوت کے دروازے پر سب کو چھوڑ دے اور تنہا خلوت میں داخل ہو جا۔ اس طرح وہ خلوت میں اپنے مونس کو باطن کی، آنکھوں سے دیکھ لیگا۔ موجودات کے ماسوا کا مشاہدہ ہوگا نفس دور ہو کر اس کے بجائے اللہ کا قرب اور امر آجائے گا۔ اس وقت اس مرد خدا کا جہل علم ہو جائے گا۔ اس کا بعد قرب اسکی خاموشی ذکر۔ اور وحشت اُنس ہو جائے گی۔ انسان! پہچان لے کہ مقام عبودیت میں خالق اور مخلوق کے سوا کچھ نہیں ہے اگر تو نے خالق کو اختیار کر لیا ہے تو کہدے کہ "سب میرے دشمن ہیں اور صرف پروردگار عالم میرا دوست ہے جس نے اس کو چکھا اوسنے اوس کو جانا۔

کسی نے آپ سے پوچھا کہ جس پر صفرا غالب ہے وہ شیرنی کا ذائقہ کیسے حاصل کرسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی جانب سے تکلف اور قصد کیساتھ خواہشات کے دور کرنے پر عمل کرے۔ اے شخص! مومن جب عمل صالح کرتا ہے تو اس کا نفس قلب کے تابع ہو جاتا ہے اور قلب جن چیزوں کا ادراک کرتا ہے اس کا ادراک نفس بھی کرنے لگتا ہے پھر منقلب ہو کر فنا ہو جاتا ہے اور فنا بدلکر بقا ہو جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا احباب و مخلصان حق کی ہر در میں سمائی ہے۔ اے شخص! اخلاق کو

اپنی طبیعت سے نیست کر دینا اور اس طرح تیری انسانی طبیعت" کا بدلکر ملائکہ کی طبیعت بنجانا پھر خاصیت ملائکہ سے بھی معدوم ہوکر تیرا پہلے راستہ سے ملجانا، یہ حقیقت فنا ہے۔ اوس وقت تیرا پروردگار تجھے پلائیگا جو کچھہ پلانا ہے۔ اور تجھہ میں اگائیگا جو اگانا ہے اگر تو اس مقام کا ارادہ رکھتا ہے تو پہلے سلمان

ہو جا۔ پھر اطاعت حق کے لئے گردن رکھدینی پھر اللہ کے اوامر نواہی کا علم حاصل کرنا پھر معرفت حاصل کرنی اور وجود حق کیساتھ باقی رہنا تجھ پر واجب ہے۔ جب تیرا وجود وجود حق کیساتھ ہوگا تو تیرا سب کچھ اسکے واسطے ہوگا۔ زہد کام ہے ایک ساعت کا تقوے کام ہے دو ساعت کا۔ اور معرفت حق سبحانہ تعالیٰ عمل ابدی ہے۔

ظفرمندی کے طریقے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین اہل اسلام نے ہرگز تنگدلی تعصب دبزدلی۔ فساد وغیرہ اخلاق قبیحہ کو اپنا اصول برقرار نہیں دیا۔ اور نہ جاہل وحشی، تنگدل، متعصب مخالفان اسلام کا جواب ترکی بترکی دینے کی کوشش کی بلکہ انہوں نے قوانین الٰہیہ کو پیش نظر رکھا۔ اصلاح عالم انسانی اور ہمدردی بنی آدم کو خدا کی رضاجوئی اور خوشنودی کو ہمیشہ مقصود اصلی سمجھتے رہے اور یہی وجہ ہے کہ جب مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لاتے ہیں تو آپ کے ہمراہ فقط ایک رفیق جان

قربان کرنیوالا تھا۔ اور جب سات برس کے بعد مکہ معظمہ پر چڑھائی فرماتے ہیں تو دس ہزار آزمودہ کار سپاہی آپ کے ساتھ جان نثار تھے اور جب وفات کے قریب تبوک پر چڑھائی کرتے ہیں تو تقریبا ایک لاکھ پچیس ہزار جان نثار آپ کے ہمراہ ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر وضلالت کے مقابلہ کے لئے نور الٰہی اور سچے دین وحقانیت کے پھیلانے کے لئے تین تلواریں تیار کیں اول خداوندی اور آسمانی تلوار یعنی پوری کوشش فرماتے رہے کہ پروردگار عالم کے سچے مطیع ہوکر اس کو اپنے سے خوش اور

اپنا دونوں جہاں میں مددگار اور آقا بنا لیں۔ اور اس کی توجہ اور عنایت کو اپنی طرف کھینچ لیں۔ اور اس کے لئے تعلق خلق با خلق کو ہمیشہ منظم فرماتے رہے۔ جس کی وجہ سے آیت ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ (کافروں کی پستی اور مسلمانوں کی فتحیابی وغیرہ) یہ اس لئے کہ خدا اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ایمان والوں کا آقا اور مددگار ہے۔ اور کافروں کا کوئی آقا اور مددگار نہیں۔

فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔ اے مسلم نوجوان لو کہ خدا تمہارا آقا اور مددگار ہے۔ پس اچھا آقا اور اچھا مددگار ہے وہ۔

اور اس کی امثال نازل ہوئیں جن میں پورا یقین دلایا گیا کہ خداوند کریم تم لوگوں کا مددگار اور ہر طرح پر ممد و معاون ہے۔

دوسری تلوار اخلاقی اور روحانی بھی جس کے ذریعہ سے صرف اپنے متبعین کی اخلاقی کیفیت درست نہیں کی گئی بلکہ جملہ ہمسایہ اور مخالفین کو اپنا محب اور مطیع بنایا گیا اور بہت

تھوڑی سی مدت میں پورب پچھم، اُتر دکھن جہاں جہاں وہم و گمان بھی نہ ہوتا تھا وہاں وہاں اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ظالم کو معاف کر دینے اور برائی کا بدلہ برائی اور سختی سے نہ دینے سے ہماری ذلت اور کمزوری ہو جاتی ہے۔ اور دشمن قوی ہو جاتا ہے مگر قرآن مجید کی تعلیم اس کے ماسوا ہے فرماتے ہیں کہ۔

وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ۔ بھلائی اور برائی دونوں برابر نہیں ہیں۔ برائی کو بھلائی سے دفع کیجئے (اور سختی کا بدلہ نرمی سے دیجئے) تو جس شخص کی تم سے سخت عداوت تھی وہ مثل خالص دوست اور مددگار کے ہو جائیگا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ما نقصت صدقۃ من مال وما زاد اللہ عبدا بعفو الا عزا وما تواضع احد للہ الا رفعہ اللہ۔ (رواہ مسلم)

خیرات مال کو کم نہیں کرتی اور معاف کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندہ کو فقط عزت میں بڑھاتا ہے اور کسی شخص نے اللہ کے لئے فروتنی اختیار نہیں کی مگر اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتا ہے۔

الحاصل عفو اور کرم ذلیل کرنیوالی چیزوں میں سے نہیں ہیں۔ اگرچہ سردست اُس میں ذلت معلوم ہوتی ہے۔ مگر نتیجہ اس کا نہایت شاندار اور عزت افزا ہوتا ہے۔ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نمونے ایک اہل مکہ کے ساتھ اور دوسرا رئیس المنافقین کے ساتھ جو کہ بعد فرضیت جہاد ہوئے پہلے ذکر کر دئے ہیں۔ اور کتب تاریخ میں ایسے ایسے وقائع بیشمار ہیں ان سب میں ہمیشہ عزت زیادہ ہی ہوئی ہم سمجھتے ہیں کہ غیر اقوام اور مخالفین کی اشتعال انگیز کارروائیوں کے جواب میں اگر ہم نے سختی اور تشدد سے کام نہیں لیا تو ہماری خودداری اور قوت رفوچکر ہو جائے گی۔ اور اسی بنا پر ہم اپنے قبضہ اور اختیار سے باہر ہو جاتے ہیں۔ غیظ و غضب میں حسن تدبیر اور حلم و تدبر کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اس کے خلاف ہے آپ فرماتے ہیں۔

لیس الشدید بالصرعۃ انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب،

(رواہ البخاری) وہ لوگ قوی نہیں ہیں جو کہ اپنے حریف اور مقابل کو پچھاڑ دیتے اور گرا دیتے ہیں۔ قوی وہ شخص ہے جو کہ اپنے نفس کو غصہ کے وقت قابو میں رکھے۔

یہ روحانی تلوار تھی جس نے ادھر انہوں کو مہذب، خدا پرست، قابل حکومت و ریاست بنا دیا اور اُدھر غیروں کو اسلام کا نام لیوا اور حلقہ بگوش کر دیا۔ ہم اس میدان میں بھی اگر دسواں یا بیسواں حصہ بھی آپ کے اخلاق و کرم کا حال لکھیں تو نہایت طویل دفتر طیار ہو جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی اور عملی احادیث اور قرآن شریف کی آیتیں اس پر پوری روشنی ڈال رہی ہیں

تیسری تلوار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مادّی تھی۔ جس میں نہایت

متانت اور استقلال کے ساتھ ہر قسم کی تقویت کی کوشش کی گئی۔ اقوام اور قبائل افراد اور اشخاص کو مجتمع کیا گیا۔ اُن کی آپس کی دشمنی اور عداوت دور کی گئی۔ ان میں اتحاد اور اتفاق کی روح پھونکی گئی ایسے ایسے قوانین اور احکام بنائے گئے۔ جن سے شقاق ونفاق دور ہو محبت اور ہمدردی بڑے پیمانہ پر رونما ہو۔ صنعت اور تجارت تعلیم اور تربیت وغیرہ کو ترقی دی گئی۔ فنون جنگ کی تعلیم اور آلات جنگ کی افزونی کی کوشش کی گئی۔ کہیں فرمایا گیا۔ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ (آپس میں جھگڑے مت کرو۔ ورنہ تم نامردے اور بزدلے ہو جاؤ گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا بگڑ جائے گی) کہیں فرمایا گیا۔ وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ الآیہ (تم اپنے مخالفین اور دوسری اقوام کے لئے جہاں تک تم سے ہو سکے قوت کی چیزیں اور سواریوں کی اشیاء تیار کرو جن کے ذریعہ سے تم خدا اور اپنے

اور اپنے دشمنوں اور دوسری قوموں کو ڈراتے ہو) کہیں فرماتے ہیں۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا الآیۃ (اے ایمان والو جب تمہاری کسی جماعت سے مُٹ بھیڑ ہو جائے اور جنگ میں مقابلہ پر آ جاؤ تو ثابت قدم ہو جاؤ اور وہیں ڈٹ جاؤ (اور اس کے بعد دوسری ضروریات جنگ اور طرق فتحیابی ذکر کئے گئے ہیں) غرضکہ ایسی ایسی مادی قوتوں کی بہت سی تعلیمات ہیں جس کے ذریعہ سے وہ رعب خداوند کریم نے مسلمانوں کا پیدا کر دیا تھا۔ کہ حدود اسلام سے ایک ایک ماہ راستہ پر رہنے والی بادشاہتیں ڈرتی تھیں۔ نصرت بالرعب مسیرۃ شھر (میں ایک مہینہ تک کی دوری تک رعب اور ہیبت پڑنے کے ذریعہ سے مدد کیا گیا ہوں)

آج ہم مسلمانوں کو ضرورت قوی ہے کہ ان تینوں قوتوں کو پیدا کریں اور فضول رسمی ہنگامہ آرائیوں کو یک قلم ترک کر دیں جو چیزیں دین میں سے نہیں ہیں انکو دینی بنا کر

اس کی آڑ میں اپنے آپ کو اور اپنے پوزیشن کو برباد نہ کریں تعزیہ کی کھپچیاں یا علم کے بانس یا محرم کے جلوس یا باجہ سے نام نہاد مسجد کی تذلیل و توہین وغیرہ پر جنگ و جدال ترک کریں اور اپنی عزت و خودداری کے قیام اور اثبات کے لئے حقیقی قوت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قرون اولی کے مسلمانوں کے اعمالنامہ کو ذریعہ کار بنائیں اشتعال میں نہ آئیں غضب وغیظ میں عقل کے حکم سے باہر نہ ہوں۔ اخلاق اور وسیع الحوصلگی کو ہاتھ سے نہ دیں اور اپنے آپ کو اسی طرح تینوں تلواروں سے مزین کرلیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیا تھا۔ لہذا مندرجہ ذیل تجاویز پر بہت جلد عملدرآمد ہونا ضروری ہے۔

(۱) نماز اور جماعت کی نہایت شدت کے ساتھ پابندی کی جائے۔

(۲) ہر محلہ اور ہر بستی میں کوشش کی جائے کہ کوئی شخص بے نمازی باقی نہ رہ جائے

(۳) شریعت کی جملہ امور میں پابندی کی جائے اور لوگوں کو پابند بنایا جائے۔

(۴) تعلیم کو جس میں مذہبی ضروریات اور دنیاوی لوازم ہوں نہایت عموم کے ساتھ اشاعت دی جائے۔ اور کم از کم بکثرت ابتدائی مکاتب قائم کئے جائیں۔

(۵) بیاہ اور شادی کی فضول خرچیاں یک قلم بند کردی جائیں اور ایسے قوانین مراسم بیاہ و شادی کے لئے بنائے جائیں جن کے ادا کرنے میں ہر قوم اور ہر خاندان کے غریب سے غریب آدمی قرضدار نہ ہوں۔

(۶) غمی کے ایسے قوانین بنائے جائیں کہ ان میں قرضداری کی نوبت نہ آئے اور اسی طرح ختنہ اور عقیقہ وغیرہ کے مصارف تقریبًا بالکل بند کردئے جائیں۔

(۷) مقدمہ بازی اور اس کی فضول خرچیاں بند کردی جائیں۔ اور جہاں تک ہوسکے ہر محلہ اور ہر قوم کے پنچ فیصلے کرادیا کریں یا صلح کرادیں۔

(۸) لڑکوں اور لڑکیوں کو جوان ہوتے ہی جلد از جلد بیاہ دیا جائے۔

(۹) رانڈ عورتوں کو حتی الوسع بلا شادی نہ چھوڑا جائے۔

(۱۰) بچپن کی شادی ترک کر دی جائے۔

(۱۱) ہر قسم کی تجارت کے شعبوں میں مسلمان مکمل حصہ لیں۔ کوئی شعبہ ایسا نہ رہے جس میں مسلمانوں کی تجارت پورے پیمانہ پر نہ ہو۔

(۱۲) مسلمان افراد حتی الوسع کوشش کریں کہ وہ اپنی جیب کے پیسہ سے مسلمانوں ہی کو نفع پہنچائیں۔ انہی سے مال خریدیں۔

(۱۳) سودی قرضہ ایک قلم بند کر دیا جائے

(۱۴) مسلمان حتی الوسع کوشش کریں کہ جو فنون سپہگری قانوناً جائز ہیں اُن میں پورے مشاق ہوں۔

(۱۵) مسلمانوں میں آپس کے اختلافات بالکل دور کر دئے جائیں اور مذہب کی حفاظت اور مسلمانوں کی کمزوری کے دور کرنے کے لئے باہم پورے متحد ہو جائیں۔ خواہ ان کا اختلاف مذہبی ہو یا سیاسی، دنیاوی ہو یا دینی، شخصی ہو یا قومی وغیرہ وغیرہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اُن کے عقائد مختلفہ کا ازالہ کر دیا جائے جو تقریباً ناممکن ہے بلکہ اگر وہ دور نہ ہو سکیں تو باوجود اُن کے موجود ہونے کے آپس میں پورا اتفاق کر لیا جائے اور رواداری کو کام میں لایا جائے تاکہ اسلام کی کمزوری دور ہو جائے۔

(۱۶) فضول جھگڑے اور ہنگامے نہ اٹھائے جائیں۔ اگر غیر مذاہب ایسی چیزوں میں جو کہ ہم کو مذہباً لڑائی اور جنگ پر مجبور نہیں کرتی ہیں۔ رواداری یا انصاف یا ہماری دلجوئی کا ثبوت نہ دیں تو ہم برسرپیکار نہ ہوں

(۱۷) اگر مذہب کی ضروریات میں جن پر جان دیدینا ضروری ہے کوئی غیر مذہب دخل دے تو پوری اجتماعی اور اتحادی قوت کے ساتھ مدافعت کی جائے۔

(۱۸) چونکہ اقوام غیر اشتعال دینے سے عوام مسلمانوں کو ہر طرح کے ضرر پہنچاتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات بھیس بدل کر اور غلط افواہوں کے ذریعہ سے عام مسلمانوں میں غم و غصہ اور ہنگامہ آرائی پھیلاتے ہیں۔ جیسا کہ کلکتہ

اور دوسرے مقامات میں مشاہدہ ہوا ہے۔ اس لئے باقاعدہ انتظام کیا جائے اور جب تک سمجھدار لوگ حکم نہ دیں کوئی کارروائی نہ کیجائے ہر فرقہ اور قوم میں انتظام کیا جائے اوران کو منظم طریقہ پر ہر کام کے لئے تیار کیا جائے۔

(۱۹) ہر جگہ والنٹیر کور قائم کئے جائیں۔ اور باقاعدہ ان میں ہر قسم کا انتظام کیا جائے۔

(۲۰) اگر غیر مسلم اقوام مسلمانوں پر دست درازی کریں تو حتی الوسع عفو اور عالی حوصلگی سے کام لیا جائے مگر اپنی قوت ہر ضلع اور ہر صوبہ میں مکمل طریقہ پر منظم ہو۔ اور جب تک سخت مجبوری لاحق نہ ہو۔ جنگ کو ظاہر نہ ہونے دیا جائے اور اپنی تنظیم ایسی کرلی جائے کہ غیر مرعوب ہو جائے۔

(۲۱) اسلام کی اشاعت میں پوری کوشش کی جائے۔ اور نہایت مشفقانہ اور ناصحانہ طریقہ پر لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا جائے

(۲۲) جو لوگ مسلمانوں میں مشرکانہ رسوم کے پابند ہیں اور ہندؤں کے پڑوس کی وجہ سے قواعد اسلام میں کمزور ہیں ان کو راہ راست پر لایا جائے اور نہایت نرمی اور محبت سے ان کو درست کیا جائے۔

وفد بنو اسد

(مولوی حسین احمد صاحب)

نیک کام پر احسان نہ جتاؤ ۔ شگون نہ لو ۔ رمل ایک علم ہے

یہ دس شخص تھے جن میں وابصہ بن معبداور طلحہ بن خویلد بھی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے ان میں سے ایک نے کہا یارسول اللہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ خدا اکیلا ہے، لاشریک ہے، اور آپ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ دیکھئے یا رسول اللہ! ہم از خود حاضر ہو گئے ہیں اور آپ نے تو ہمارے پاس کوئی آدمی بھی نہ بھیجا۔ اس پر اس آیت

کا نزول ہوا۔

یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۞

(حجرات ع۴) (ترجمہ) یہ لوگ آپ پر احسان جتاتے ہیں، کہدو، کہ اپنے اسلام کا مجھ پر احسان نہ جتاؤ۔ بلکہ خدا تم پر اس بات کا احسان جتاتا ہے۔ کہ اس نے تم کو اسلام کی ہدایت کی۔ اگر تم اس دعویٰ میں سچے بھی ہو۔"

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی!
منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت!

پھر ان لوگوں نے سوال کیا کہ جانوروں کی بولیوں اور شگونوں وغیرہ سے فال لینا کیسا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب سے انہیں منع فرمایا۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ ایک بات باقی رہ گئی ہے۔ یعنی خط کشی (رمل) اس کی بابت کیا ارشاد ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے ایک نبی نے لوگوں کو سکھلایا تھا۔ جس کسی کو صحت سے وہ علم ملے گا بیشک وہ تو علم ہے!

تیرے پیمانہ میں ہے ماہ تمام اے ساقی

لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی
ہاتھ آ جائے مجھے میرا مقام اے ساقی

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانہ بند
اب مناسب ہے تیرا فیض ہو عام اے ساقی

میری مینائے غزل میں تھی ذرا سی باقی
شیخ کہتا ہے کہ ہے یہ بھی حرام اے ساقی

شیر مردوں سے ہوا بیشۂ تحقیق تہی
رہ گئے صوفی و ملا کے غلام اے ساقی

عشق کی تیغ جگردار اڑا لی کس نے
علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی

سینہ روشن ہو تو ہے سوز سخن عین حیات
ہو نہ روشن، تو سخن مرگ دوام اے ساقی

تو میری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
تیرے پیمانہ میں ہے ماہ تمام اے ساقی

ڈاکٹر اقبال۔

عورتیں قومی ترقی کا اعلیٰ ذریعہ ہیں

ایک عرصہ ہوا ہے کہ یہ مضمون الہلال (مصر کے ایک عربی رسالہ) میں شائع ہوا تھا جس کا ترجمہ المعارف میں چھپا پا گیا تھا۔ چونکہ یہ مضمون فی نفسہ انسان کے لئے ایک نہایت عمدہ دستورالعمل ہے اس لئے ہم اس کو انیس الغربا میں نقل کرتے ہیں۔ فی الحقیقت یہ اس قابل ہے کہ ہماری قوم کے وہ بزرگ جو تعلیم و تربیت کے حامی ہیں اس کو غور سے پڑھیں۔ اور اس بات کو خوب سمجھ لیں کہ قومی ترقی جس کی صدا ہر مجلس اور ہر محفل میں بلند کی جاتی ہے۔ اس کی بنیاد عورتوں کی تعلیم و تربیت اور اس سے بڑھکر طرز تعلیم اور نصاب تعلیم پر ہے کوئی قوم جو عورتوں کی تعلیم و تربیت سے غافل ہے کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ وہ تمام اسباب ترقی جو اس مضمون میں بیان کئے گئے ہیں ان سب کا اصل الاصول یقیناً صرف عورتوں کی شائستگی اور تعلیم ہے جیسا کہ خود مضمون نگار نے اس کو ثابت کیا ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم ہر طرح پر لڑکوں کی تعلیم سے مقدم ہے اور لڑکوں کی تعلیم کامل نہیں کہلانے کی جب تک کہ لڑکیاں تعلیم پا کر اون کی مائیں اور ان کی بیویاں نہ بنجائیں۔ ملک کی اصلی روشنی، قوم کی اصلی ترقی، سوسائٹی کی اصلی عظمت، صرف اسی ایک مسئلہ پر ہے جس کی طرف ابھی تک ہماری قوم کے بزرگوں نے کامل توجہ نہیں فرمائی ہے اور اگر وہ اب بھی کچھ دنوں یوں ہی غافل رہیں گے تو یہ کہنا پڑے گا۔ کہ وہ اصلی ترقی کے خواہاں نہیں ہیں۔ (اڈیٹر)

اس میں کچھ شک نہیں کہ سوسائیٹی میں بہت سے امور ایسے ہوتے ہیں۔ جو ترقی اور تنزل پر اثر ڈالتے ہیں۔ اگر کوئی قوم پست ہو جائے۔ اوس کی حالت خراب ہو جائے اوس کے

تمام کاموں میں ابتری پھیل جائے اور تجارت بے رونق ہو جائے تو ہم پہلی نظر میں یہی خیال کریں گے کہ اس کا سبب یا گورنمنٹ کی خرابی ہے یا رعیت کی جہالت یا زمین کا سرسبز اور شاداب نہ ہونا۔ یا اس کے سوا اور اسباب ہونگے۔ جو ملک کی دولت اور اس کی ترقی کے وسائل پر اپنا اثر ڈالتے ہیں۔ اس حالت کا علاج اگر ہم تلاش کرنا چاہیں۔ تو ہم یہی تجویز کریں گے کہ حکومت کی اصلاح ہو۔ علوم کی اشاعت کی جائے۔ قوم کی تربیت میں کوشش کی جائے زراعت اور تجارت میں جو خلل آگیا ہے وہ دور کیا جائے یا اسی طرح کی اور باتیں تجویز کریں گے جو شائستگی کے لئے ضروری خیال کی جاتی ہیں۔ اور جن کے مفید ہونے میں کوئی شخص اختلاف نہیں کرسکتا۔

لیکن تنہا یہی امور ایسے نہیں ہیں جن پر دنیا کی قوموں کی ترقی یا تنزل کا دارومدار ہو بلکہ ممکن ہے کہ ان اسباب کی تاثیر کمزور ہو۔ یا وہ دوسرے پوشیدہ اسباب سے پیدا ہوسے ہوں جن کی کوئی پروا نہیں کرتا

یہ سچ ہے کہ حکومت کا خراب ہونا اور حاکموں کا ظلم و ستم یہ دو سبب قوم کی ذلت اور پستی اور اس کی حالت کی تباہی کے لئے کافی ہیں اور جہالت بھی بلا شبہ اون اسباب سے ہے جو ملکوں اور قوموں کو تباہ اور برباد کرتے ہیں۔ اور ہم اس بات کا بھی انکار نہیں کرسکتے کہ علم کے وسیع اور عام طور پر اشاعت کرنے سے ہر قوم معراج ترقی پر پہونچ سکتی ہے اور یہی حال دوسرے اسباب کا بھی ہے مگر ہم ان تمام اسباب پر اس وقت بحث نہیں کرینگے ہمارے ملک کے انشار پردازوں نے ان سب کے مطالعہ میں کوشش کی ہے اور ان کو نکتہ چینی کے ساتھ جانچا اور پرکھا ہے اور کوئی شخص ایسا نہیں ہے، جو شائستگی اور تہذیب پر ان امور کے اثر ڈالنے سے انکار کرتا ہو ہم ان امور کے اصلی اسباب پر بحث کرنی چاہتے ہیں۔ اگر ہم یہ کہیں کہ حکومت کی خرابی ملک کو تباہ کرتی ہے۔ تو یہ سچ ہوگا۔ لیکن یہ پوچھنا ہے کہ وہ خرابی کیونکر پیدا ہوئی؟ اگر ہم یہ کہیں کہ رعیت خود اپنے جاہل ہونے سے

ذلیل اور پست ہو جاتی ہے تو یہ بھی درست ہے۔ لیکن دریافت کرنا یہ ہے کہ رعیت کے جاہل ہونے کا سبب کیا ہے اسی طرح اگر ہم یہ بات کہیں کہ زراعت اور تجارت کی طرف سے بے پروائی کرنا ملک کی خوش حالی اور سرسبزی کو ملیامیٹ کر دیتا ہے۔ تو یہ بھی صحیح ہوگا لیکن ہم سے پوچھا جائیگا کہ اس بے پروائی کا کیا باعث ہے یہ تنزل کے اسباب جو ہم نے بیان کئے ان کی اصلی علت ضرور کچھ اور ہے جس کے معلوم ہونے سے ملک کی تباہی دور ہو سکتی ہے یہی حال ترقی کے اسباب کا ہے اور ان کی بھی اصلی علت کچھ نہ کچھ ہے۔ ہم ان تمام اصلی اسباب پر تفصیل کے ساتھ نظر ڈالنی چاہتے ہیں۔ اور وہ اصلی اسباب جن کا ہم نے ذکر کیا حسب ذیل ہیں۔

(۱) **عورت**۔ عورتیں ان طاقتور اور پوشیدہ اسباب میں سے ہیں جن کی تاثیر سوسائٹی پر ہوتی ہے۔ عورتو یہی شرمگینی۔ پردہ نشینی۔ نزاکت اور لطافت کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو تم اپنی نوجوانی اور دوڑ دھوپ اور محنت اور کوشش پر مغرور مت ہو میدان جنگ میں توپوں سے آگ برسانے۔ ملکوں اور بڑا عظموں کی سیر و سیاحت کرنے سمندروں کی تہ میں غوطہ لگانے بجلی۔ بھاپ اور نیچر کی دیگر قوتوں سے کام لینے اور انکو مسخر کرنے پر فخر نہ کرو۔ تم اپنی قوت اور شوکت سطوت اور جبروت سے عورتوں پر اپنے تئیں ترجیح مت دو۔ تم اپنے علم صنعت ایجاد اور انکشاف سے عورتوں کو مت ڈراؤ تم کیسے ہی معزز اور بلند مرتبے کے کیسے ہی عالم اور صناع ہو مگر یہ خوب سمجھ لو کہ تم وہی پودے ہو جن کو عورتوں نے اپنے ہاتھ سے لگایا۔ تم اونہیں کے دل اور انہیں کی زبان کی مخلوق ہو۔ اگر ان کا نازک اور کمزور دل نہ ہوتا تو تمہارا بیخوف و دلیر اور طاقتور دل کہاں سے آتا؟ اگر ان کی نازک اور نرم انگلیاں نہ ہوتیں تو تمہارے فولادی اور مضبوط ہاتھ کہاں سے ہوتے پس عورتیں جو باورچی خانہ کے کام میں مشغول رہتی ہیں۔ ان کا سوسائٹی پر ایسا زبردست اثر پڑتا ہے جو بڑے بڑے لشکروں اور سپہ سالاروں اور عالموں سے ممکن نہیں۔

یہ تو صاف ظاہر ہے کہ عورت ہی ماں ہوتی ہے

عورت ہی بیوی ہوتی ہے عورت ہی بہن ہوتی ہے
اور ماں اور بیوی اور بہن ہی وہ ہیں جن کے ہاتھ میں
تمدن اور شائستگی کی باگ ہے اس تمدن اور شائستگی
کو کامیابی اور ترقی کی بلندی پر پہونچانا یا پستی اور
تباہی کے گڑھے میں پھینک دینا ان کے اختیار
میں ہے وہ اپنا اثر اسی طرح چپ چاپ ڈالتی
ہیں۔ کہ معلوم نہیں ہوتا اس میں ذرا تعجب نہیں
ہے کیونکہ جب کوئی انسان اعلیٰ رتبہ پر پہونچتا ہے
یا ترقی کے مدارج طے کر جاتا ہے۔ تو وہ یا تو
کسی بیوی کا شوہر ہوتا ہے یا کسی ماں کا بیٹا یا
کسی بہن کا بھائی یا وہ شوہر بھی ہوتا ہے۔ بیٹا بھی
اور بھائی بھی یعنی وہ عورت ہی کی گود میں پلا ہے
عورت ہی کا رفیق ہے عورت ہی کے ساتھ
زندگی بسر کرتا ہے وہ بچپن اور لڑکپن کے زمانہ میں
عورت ہی کا مطیع تھا۔ اور مجبوراً اسی کے احکام
کو مانتا تھا۔ جوانی کے ایام میں وہ عورت ہی
کے ساتھ محبت رکھتا تھا۔ اور اس کی ہر بات
مانتا تھا۔ جوانی کی عمر میں وہ عورت ہی کی تعظیم و
تکریم کرتا تھا۔ اور اسی کی مہربانیوں کا احسانمند
تھا او سنے اپنی زندگی کے دس حصوں میں سے
نو حصے عورت ہی کے سامنے بسر کئے اور جو بات
اس کے نازک اور نرم ہونٹوں سے نکلتی تھی اس
کو تسلیم کرتا تھا۔ جس طریقہ پر اس نے چاہا اوسی طریقہ
پر وہ جوان ہوا وہ خوشی سے اس کا مطیع اور
فرمانبردار رہا۔ اوسی کے اشاروں پر چلتا رہا اور
آنکھہ بند کئے اس کے حکموں کو مانتا رہا۔ جب تم
کسی انسان کو دیکھو کہ وہ اعلیٰ درجہ کی ترقی اور
علم و فضل کے حاصل کرنے میں محنت اور کوشش
کرتا ہے تو سمجھہ لو کہ جو بات عورت نے چپ چاپ
اس کے دل میں ڈال دی تھی وہ اسی کو کھلم کھلا
طلب کرتا ہے۔ اور جو چیز عورت نے اس کی
طبیعت میں مضمر رکھدی تھی وہ اسی کی تلاش میں
بالارادہ سرگرم رہتا ہے۔ جج عدالت میں
علی الاعلان احکام جاری کرتا ہے۔ حالانکہ اس کے
احکام میں ماں یا بیوی کے خیالات کی جھلک
پائی جاتی ہے۔ سوداگر بازار میں اپنا مال فروخت
کرتا ہے۔ حالانکہ اس کی باتوں میں اس سختی یا نرمی
یا شیریں کلامی یا بدگوئی کا اثر پایا جاتا ہے جو
اس نے اپنے گھر کے آدمیوں سے سیکھی ہے
اسی طرح کوئی مضمون نگار یا صناع یا وکیل یا

طبیب ہو اس کے کاروبار میں عورت کے فیضان صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ یہ اس لئے کہ عورت کا اثر انسان پر بہ نسبت تمام امور فطرت کے زیادہ ہوتا ہے۔ فرانس کے باشندے انسان کی ہر ایک بری یا بھلی حالت کو عورت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اگر کوئی حادثہ ظہور میں آئے اور اس کا سبب معلوم نہ ہو تو وہ کہتے ہیں کہ عورت کو ٹٹولو غرض کہ وہ اسباب جو سوسائٹی پر اپنا اثر ڈالتے ہیں۔ ان میں عورت سب سے زیادہ اثر ڈالتی ہے۔ اگر عورتیں تربیت اور تہذیب سے آراستہ ہوں تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سوسائٹی کی ترقی کے لئے وہ اعلیٰ ذریعہ ہو سکتی ہیں۔

(۳) عام اخلاق اس سے ہماری مراد نوجوانوں کی بری یا بھلی عادتوں سے ہے اخلاق کی بہت قسمیں ہیں جن کی تفصیل سے یہ مضمون بہت طویل ہو جائے گا۔ ہم اس مقام پر ان میں سے چند ضروری اخلاق کا بیان کرتے ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں۔

اول پرہیزگاری جس سے ہماری مراد عام طور پر بری باتوں سے بچنا اور خاصکر بدکاری سے پرہیز کرنا ہے۔ یہ ناپاک خصلت تہذیب اور شائستگی کو سب سے زیادہ برباد کرنے والی ہے کیونکہ اس میں پست ہمتی۔ ذلت اور خسارت پائی جاتی ہے پس وہ قوم جس میں بدکاری عام طور پر پھیلی ہوئی ہے اس کے افراد ذلیل اور پست ہمت کم عقل اور ناتوان ہوں گے۔ خاصکر اس حالت میں جب کہ نفس کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی جائے اور سب کے سب بیہودہ باتوں میں محو ہوں، اگرچہ حرام تک نوبت نہ پہنچی ہو ایسے لوگ جو بیہودہ چال چلن رکھتے ہوں اور بدکاریوں میں غرق ہوں ان سے کسی فائدہ کی توقع نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وہ تہذیب و شائستگی کے جسم میں فاسد اعضا ہیں۔ اس بیان سے خیال میں آسکتا ہے کہ کیونکر سلطنتیں تباہ ہوتی ہیں۔ اور جب یہ مہلک بیماری کسی قوم کے بڑے آدمیوں یا حکومت کے ارکان میں پھیل جاتی ہے تو وہ قوم جلد جلد بگڑنے لگتی ہے۔ کیونکہ عیش پرستی انکو انصاف پرستی اور فرائض حکمرانی سے باز رکھتی ہے اور کل قوم پر عام بلا نازل ہوتی ہے۔

مگر وہ لوگ جو افعال بد سے بچتے رہتے

ہیں وہی دنیا میں کچھ کام کرتے ہیں ۔ جب وہ کسی
بات پر جھک پڑے تو جھک پڑے ان کو
ہٹانے والی کوئی چیز نہیں اور جب وہ کسی بڑے
کام میں لگا دئے گئے تو اس کے کرنے پر فوراً
کمربستہ ہوگئے اور اسی کے ہو رہے ایسے ہی
لوگ اپنے ملک کی خدمت کرتے ہیں ۔ اور
اس کی عظمت بڑھانے میں مدد دیتے ہیں ۔

بداخلاقیوں میں سے ایک آفت قماربازی
کی ہے یہ بھی بدکاری کے برابر تہذیب کو
نقصان پہونچاتی ہے بلکہ بعض اوقات اس
سے بھی زیادہ مضرت رساں ہے قماربازی
اخلاق کو بگاڑ دیتی ہے جوا کھیلنے والوں کی
طبیعتوں میں لالچ اور بغض پیدا ہوجاتا ہے۔
اس سے مال کا نقصان اور ترقی کی امیدوں
کا خون ہوجاتا ہے ۔ جوا کھیلنے والے میں محبت
اور ہمدردی نام کو نہیں رہتی وہ اسی دھن میں
رہتا ہے ۔ کہ مال کو برباد کرے جب وہ
اپنے بھائی کا بھی دوست نہیں ہوتا ۔ تو اپنے
اہل وطن پر کب مہربان ہوسکتا ہے ؟ وہ سوسائٹی
کا دشمن ہے ۔ کوئی قوم جس میں قمار بازی کی
عادت جاری ہو کامیاب نہیں ہوسکتی ۔ کیونکہ
قوم کا وجود افراد قوم کے اجتماع پر منحصر ہے ۔
اور قمار بازی ان کو متفرق کرتی ہے ۔

(۳) خانگی زندگی ۔ خانگی زندگی کی
تہذیب سے بہت بڑا تعلق ہے ۔ کیونکہ جب
لوگ خانگی زندگی اعتدال سے بسر کرتے ہیں
تو ان کے دماغ صحیح اور بدن تندرست ہوتے
ہیں ۔ اور جب خانگی زندگی میں تنزل کرتے
ہیں ۔ تو ان کا حال ابتر ہوجاتا ہے ۔ جو آدمی
رات دن کھانے پینے میں مشغول رہتے ہیں ۔
اور زندگی کے دیگر ضروری کاموں پر توجہ نہیں
کرتے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے ۔ جو شخص
دن کا بڑا حصہ عمدہ کھانے کی فکر میں گنوا دیتا
ہے وہ اپنے اور فرائض سے غافل رہتا ہے
فرض کرو کے کھانے پینے کی فکر میں وقت کا زیادہ
حصہ صرف نہیں ہوا ۔ تاہم محض بسیارخوری کی
عادت انسان کو کام سے روک دیتی ہے ۔
اور دل و دماغ میں سستی اور کاہلی پیدا کر دیتی
ہے جیسی کہ ایک عربی مثل ہے " البطنة
تذهب الفطنة " یعنی پرخوری کی عادت عقل و

دانش کو کھا جاتی ہے۔ نشہ کی چیزوں میں منہمک ہو جانا اور رات بھر جاگنا یہ بھی نہایت بری خصلتیں ہیں اور جسمانی اور دماغی تندرستی کے لئے سم قاتل ہیں

تہذیب اور شائستگی کی ضروری اور کارآمد امور میں ایک امر صفائی ہے اور ہمارے ناظرین کو پہلی نظر میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ شاید صفائی ایسی اہم اور ضروری بات نہیں ہے جس پر زیادہ توجہ کی جائے مگر حقیقت میں صفائی سوسائٹی کے لئے ایسی ہی ضروری چیز ہے جیسے کہ لباس اور خوراک ہر آدمی کے لئے۔ جس مکان میں صفائی اور ترتیب کی حکومت نہیں ہے اس کے رہنے والوں میں سستی اور اداسی چھائی رہتی ہے اور جو شخص اپنے جسم کو پاک صاف رکھتا ہے اس کا دماغ بھی صحیح ہوتا ہے اور جو شخص نجس اور گندے بستر پر سوتا ہے اور اس کی پروا نہیں کرتا ہے وہ بے حس ہے اوس سے کسی طرح کی نفع کی امید نہیں ہے۔

(۴) **دینداری** یہ بھی ان اسباب میں سے ہے جو سوسائٹی پر چپ چاپ اثر کرتے ہیں۔ اس سے ہماری مراد خدا سے ڈرنا ہے۔ جن لوگوں کے ایمان کمزور ہو جاتے ہیں۔ ان کے دل مرجھاتے ہیں اور وہ بے سرے ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا روک ٹوک کرنے والا کوئی نہیں رہتا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ تعلیم و تربیت مذہب سے بے پروا کرتی ہے مگر اون کا خیال ہی خیال ہے کیونکہ انسان بالطبع خود غرضی اور طمع کی طرف مائل ہے جب اوس کی ذات میں کوئی چیز روک ٹوک کرنے والی نہیں رہتی تو وہ بے محابا لوگوں کا مال لوٹ لیتا ہے۔ اور اونکی اذیت کی کچھ پروا نہیں کرتا مذہب ہی ایسی چیز ہے جو نفس کی بیجا امنگوں کو روک سکتا ہے۔ ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ بعض لامذہب آدمی اوروں کی نفع رسانی میں ویسی ہی کوشش کرتے ہیں جیسی کہ وہ اپنی ذات کے لئے کرتے ہیں۔ مگر ایسے آدمی بہت تھوڑے ہیں۔ اس کے سوا اون کی یہ عادات اس مذہبی تعلیم کے باعث سے ہے جو انہوں نے اس سے پیشتر کہ وہ مذہب کو خیرباد کہیں اور خدا سے انکار کریں، ماں کے دودھ کے ساتھ پائی ہے اور شاید جب تم ان سے مباحثہ کرو تو وہ تمہیں گمراہ سمجھیں۔ اور مذہب نے

جو اثر ان کی طبیعت پر کیا ہے اوس کا صریح انکار کریں اس میں ذرا شک نہیں ہے کہ انسان ہمیشہ محض علم کی مدد سے بد اخلاقیوں سے نہیں بچتا۔ بلکہ اکثر اس کی بدکاری میں ترقی ہوجاتی ہے دینداری سوسائٹی کے قایم رہنے کے لئے نہایت ضروری ہے اور دنیا کی تمام قوموں میں وہی قوم زیادہ خوشحال ہوتی ہے جس کے افراد زیادہ ایماندار ہوں اور جزا اور سزا کو مانتے ہوں۔

اوپر کے تمام بیان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔

کہ عورت، عام اخلاق، خانگی زندگی اور دینداری ان اسباب میں سے ہیں۔ جو چپ چاپ سوسائٹی پر اپنا اثر ڈالتی ہے۔ لیکن اگر تم غور سے ان پر نظر ڈالو تو معلوم ہوجائے گا۔ کہ ان تمام اسباب کا مدار صرف عورت پر ہے تنہا عورت ہی وہ بڑا سبب ہے۔ جو چپ چاپ سوسائٹی پر گہرا اثر ڈالتی ہے عورت ہماری طرز معیشت کا انتظام کرنے والی ہے وہی عام اخلاق کا سرچشمہ ہے وہی ہم کو دینداری اور خدا پرستی کا دودھ پلاتی ہے اگر وہ چاہے تو قوم بچ جائے اور چاہے تو بگڑ جائے عورت کی تعلیم و تربیت ہی سب سے بڑا وسیلہ قوم کی ترقی کا ہے۔ وہی قوم کو اپنے دامن تربیت میں پالتی ہے اور اس کی اصلاح کرتی ہے اور اس کے اخلاق کو تہذیب کے سانچے میں ڈھالتی ہے اگر اس کے اخلاق بگڑے ہوں تو کل قوم بگڑ جاتی ہے ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ عورت ایک ایسا آئینہ ہے کہ اگر تم اس میں اپنی صورت کو دیکھو تو یہ معلوم ہوگا کہ اس کو تمہاری ذات سے اور تم کو اس کی ذات سے تعلق ہے اگر تم عورت میں بری خصلتیں پیدا کردو تو وہ شیطان ہوجاتی ہے اور اگر اس کو عمدہ اخلاق سے آراستہ کرو تو وہی فرشتہ بن جاتی ہے۔

شاندار حماقتوں کا شاندار زیور

جناب ماسٹر عبدالغنی صاحب جبل پور

مثل مشہور ہے کہ حماقت سے اگر سونے کو بھی ہاتھ لگایا جائے تو مٹی ہوجاتا ہے جیسے اس کا تجربہ

کرنا ہو وہ یا خود مندرجہ ذیل غلطیوں پر عمل کرے
یا ان مسلمانوں کی حالت کو بغور دیکھے جو ان غلطیوں
پر عمل کرتے ہیں۔

مانی ہوئی بات ہے کہ آج کل مسلمانوں میں
بہت کم نفوس ایسے ہیں جو کچھ تو بیوی کی سلیقہ شعاری
سے (اگر خوش قسمتی سے سلیقہ شعار بیوی ملگئی) اور کچھ
اپنی عقلمندی سے کفایت شعاری کی زندگی بسر کرکے
ایک قلیل رقم پس انداز کر لیتے ہیں۔ لیکن افسوس
ہے کہ اس پس ماندہ رقم سے مزید فائدہ حاصل کرنا
انہیں قطعی نہیں آتا۔ یا تو وہ پسماندہ رقم کو اولاد کے
عقیقہ وختنہ یا منگنی و شادی میں لٹا کر دل کے ارمان
نکال لیتے ہیں۔ یا اگر بیوی کی محبت و مروت نے
ناطقہ بند کیا تو زیور کی صورت میں تبدیل کر لیتے
ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ روپیہ کی الٹ پھیر ان
کی ظاہری شان و شوکت میں چار چاند لگا دیتی ہے
لیکن غالباً وہ نہیں سمجھتے کہ اس بے بنیاد شان کے
خریدنے میں وہ اپنی گاڑھی کمائی کا ایک حصہ مفت
میں دوسروں کی نذر کر دیتے ہیں اور باقی ماندہ
رقم کو آئندہ بڑھنے سے اس طرح روک دیتے
ہیں جس طرح چین کے بعض باشندے اپنے بچوں کے
پاؤں میں لوہے کے جوتے ڈال کر انہیں طبعی
و قدرتی حد تک پہنچنے سے محروم رکھتے ہیں۔

ہندوستان میں زیور کے شوقین ہندو مسلم دو ہی
قومیں ہیں لیکن کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ اس
سودے میں بھی ہمارا ہی نقصان زیادہ ہے اس
لئے کہ ہم دوسروں کے عیبوں کو خود اختیار کر لینے
میں تو سب سے اول ہیں لیکن ان کی خوبیوں
کو خوبیاں سمجھنے میں بھی سب سے پیچھے رہتے ہیں
مثال میں اسی معاملہ کو لے لیجئے زیور کے شوق
میں ہم ہندوؤں کے دوش بدوش ایک راستہ پر
جا رہے ہیں لیکن ہندو اپنی سلامت روی سے
کم نقصان اٹھاتے ہیں۔ اور ہم اپنی بے ڈھنگی
چال کی بدولت قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتے ہیں۔

ہماری پہلی غلطی تو یہی ہوتی ہے۔ کہ بچائی
ہوئی رقم سب کی سب زیور کی شکل میں تبدیل کی
جاتی ہے۔ اور اس حقیقت پر قطعی غور نہیں کیا جاتا
کہ اس سودے میں سراسر نقصان ہے یعنی اسی
زیور کو اس کا مالک اگر اسی دن بھی دوبارہ روپیہ
کی شکل میں تبدیل کرنا چاہے تو سو روپے کے عوض
مشکل سے پچہتر روپیہ اسے ملیں گے نہ زیور کی بنوائی

واپس ملے گی نہ سونے چاندی کی پوری قیمت ۔

دوسری غلطی یہ ہوتی ہے کہ زیور کثرت سے چاندی کا بنوایا جاتا ہے جس میں بلحاظ مالیت سونے کے زیور کے مقابلہ میں بنوائی چارگنی سے بھی زیادہ دینی پڑتی ہے ۔ اور جسے رہن یا فروخت کرنے پر لاگت کا نصف روپیہ بھی نہیں ملتا ۔

تیسری غلطی یہ ہوتی ہے کہ ہمارے تقریباً تمام زیوروں میں ٹانکے کا کام بہت زیادہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے چاندی ایک روپیہ میں چار آنے ضرور کھوٹی ہو جاتی ہے لیکن ہم سے اس کی قیمت بھی کھری چاندی کے برابر لی جاتی ہے ۔ برخلاف ہندوؤں کے کہ جن کے تمام زیور بغیر ٹانکے کے ڈھلواں ہوتے ہیں لیکن ہم ان کے زیوروں کو بھونڈا سمجھ کر ان کی حکمت عملی سے سبق حاصل کرنا اپنی نفاست پسندی کی توہین سمجھتے ہیں ۔

چوتھی غلطی نہایت مزیدار ہے عورت کی فطرت میں داخل ہے کہ ہر دوسری عورت کے لباس و زیور کو سب سے پہلے دیکھتی ہے اور خود بھی اس کی نقل کرنا چاہتی ہے اکثر اپنی اس حرص کو پوری کرنے کے لئے اپنے کسی پرانے زیور کو مٹوا کر اسی سے دوسرا زیور تیار کراتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سنار کم از کم دو آنی روپیہ کھوٹی چاندی کا حق وضع کر کے بھی چاندی کھوٹی ہی رکھتا ہے پھر نہ صرف اپنی مزدوری پوری لیتا ہے ۔ بلکہ کھوٹی چاندی کی قیمت بھی کھری چاندی کے برابر لیتا ہے ۔ جسے یہ دونوں (میاں بیوی) بخوشی ادا ہی نہیں کرتے بلکہ زیور کے اچھا بننے کے صلے میں (یا یوں کہئے کہ خود الو بننے کے صلہ میں) سنار کی کاری گری کی داد بھی دیتے ہیں ۔

یہ غلطی بار بار اس قدر دہرائی جاتی ہے کہ غریب زیور زبان حال سے پکار اٹھتا ہے ۔

ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام
ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

اس طرح بیچارے زیور کو جلد از جلد اپنا روپ بدل کر میاں کی نظر نوازی اور اپنی چہیتی بیوی کی دلداری کرنا پڑتا ہے ۔ یعنی جس طرح بعض اقوام کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کا ایک ہی جنم نہیں ہوتا بلکہ مر جانے کے بعد وہ کبھی گائے بھینس کبھی کتا و بلی کبھی کیڑا مکوڑا کبھی کچھ اور کبھی کچھ بنتا رہتا ہے اور اس کا یہ تناسخ چکر یا آواگون کبھی ختم نہیں ہوتا ۔

جب تک کہ اس کی مکتی نہ ہو جائے اسی طرح مسلمانوں کا تقریبًا
ہر زیور کئی کئی پشتوں تک تناسخ چکر میں مبتلا رہتا ہے اور شاید
اس کی مکتی اسی وقت ہوتی ہے جبکہ وہ کسی مہاجن کے پیٹ
میں ہمیشہ کے لئے ہضم ہو جاتا ہے مندرجہ بالا دونوں صورتوں میں
فرق صرف اتنا ہی ہے کہ آواگون کے قائل خود اپنے گناہوں کی
پاداش میں تناسخ چکر کی سزا بھگتتے ہیں مگر مسلمانی زیوروں کو
اپنے مالک کے مسلسل اور باقاعدہ غلطیوں کی بدولت اس چکر سے
چھٹکارا نہیں ملتا۔ یہ ہے وہ شاندار حماقت جس کی بدولت
ہم سونا دیکر مٹی خریدتے ہیں۔

پانچویں غلطی اگر خدانخواستہ مفلسی و تنگی نے گھیرا (جو مسلمانوں
کی قسمت کا خاص حصہ ہے۔) تو یہی زیور کسی بنئے یا مہاجن
کے یہاں سود پر رہن رکھا جاتا ہے ناقص العقل عورتیں اپنے زیور
کو سسرال کی نشانی یا میکہ کا تبرک سمجھ کر اسے فروخت کرنا گناہ
کبیرہ سمجھتی ہیں۔ اسی خیال سے تھوڑا تھوڑا کر کے اسقدر سود
ادا کیا جاتا ہے۔ جو زیور کی مالیت سے بھی اکثر بڑھ جاتا ہے
اور قرضہ کی رقم جوں کی توں بنی رہتی ہے۔ بالآخر مہاجن نالش
کرتا ہے۔ یا زیور ضبط کر کے حساب بیباق کر دیتا ہے۔ آخریں
کہ قرض کی مقدار کے برابر روپیہ بصورت سود دیکر بھی قرضدار بنے
رہے۔ زیور بھی گیا۔ خدا کے گناہ گار بھی ہوئے گویا ع
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے

مذکورہ بالا شاندار حماقتوں کی شاندار چمپاکلی کے شوقین ذرا
ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ انہیں اپنی مسلسل غلطیوں کی بدولت
کسقدر نقصان پہونچ رہا ہے۔ اور وہ اپنی گاڑھی کمائی کو
جھکڑ جھکڑ کر کس تیزی کیساتھ سناروں اور صرافوں کی جیبوں
تک پہونچا رہے ہیں۔ یہ لوگ اگر ان کے مسلم بھائی ہوتے
تو ایک حد تک باعث تشفی ہوتا مگر بدقسمتی سے اکثر صوبوں
میں یہ اس قوم کے افراد ہیں۔ جو شدھی و سنگھٹن کا آرہ
ہمارے سروں پر چلا رہے ہیں۔ اور نعوذ باللہ خانہ کعبہ پر
اوم کا جھنڈا نصب کرنے کے حوصلے رکھتے ہیں۔ لیکن سچ
پوچھو تو اس تمام کفر وضلالت کا وبال ہماری ہی گردنوں
پر ہے کہ ہم نے ہی اپنی مسلسل غلطیوں کی بدولت اپنا خون
پلا پلا کر خود کو کمزور اور دشمنوں کو مضبوط بنا دیا ہے اور آج
بھی ہوشیار نہیں ہوتے۔

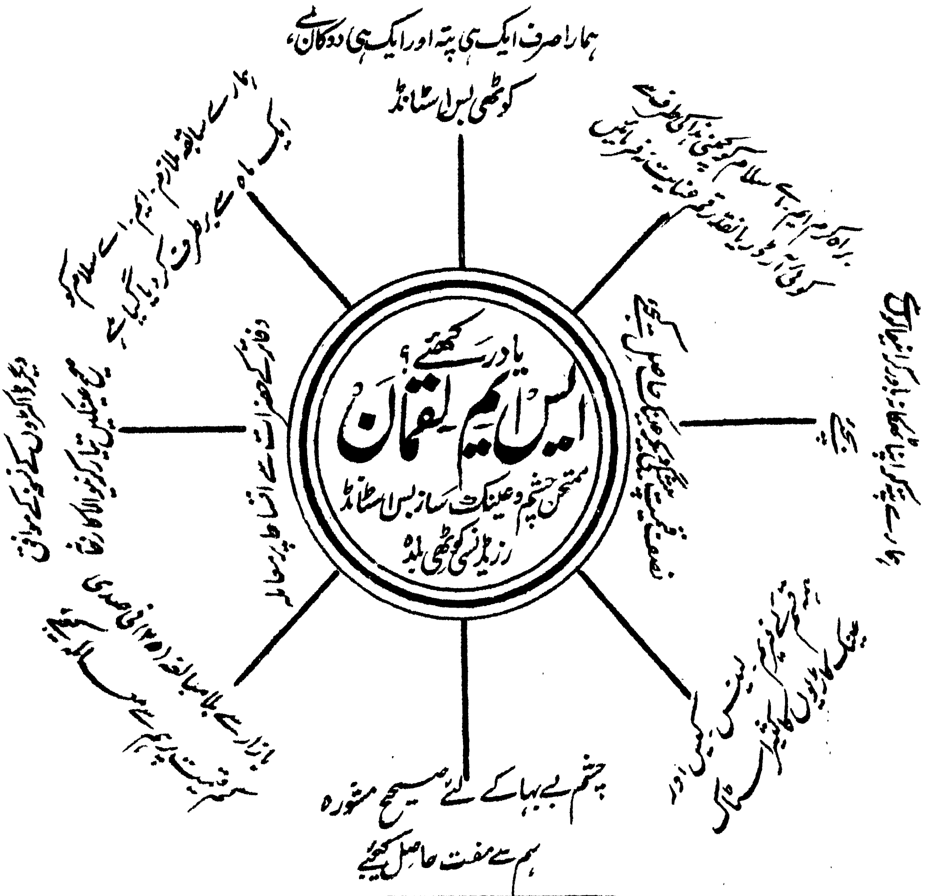
زیور کے مصنوعی حسن سے آنکھیں سینکنے والے اگر گھر کی مروت
سے مجبور ہو کر زیور بنوانا قطعی ترک نہیں کر سکتے تو کم از کم مذکورہ بالا
حماقتوں سے باز آجائیں ورنہ مناسب تو یہی ہے کہ وہ اپنی دولت کا صحیح مصرف
سیکھیں اور دیگر متمدن اور مہذب اقوام کی طرح کم سے کم
زیور بنوا کر زیادہ سے زیادہ رقم نفع آور [illegible] میں لگائیں
تاکہ وہ رقم اپنے ساتھ اور روپیہ لے کر ان کے گھر واپس آئے
نہ کہ جاتے وقت الٹا ان کے گھر سے بھی کچھ لے جائے

کفر کا سہارا ڈھونڈنیوالے مسلمان شرما!!

اسلامی روایات تجھکو ذلت سے دیکھ رہی ہیں!!!

اپنی ہستی کو بھول جانیوالے مسلمان اِدھر آ۔ اپنی حقیقی تصویر کو دیکھ اپنے اجداد کے کارناموں کو پڑھ اپنی رگوں میں شجاعت کو تلاش کر۔ اسلامی ہمت کو بیدار کر۔ اوران تاریخی افسانوں سے سبق لے جن کے اوراق آج بھی تیری عظمت کو دنیا کا درس دے رہے ہیں۔ کیا تجھ یاد ہے کہ عرب میں تو تن تنہا کفار سے لڑ رہا تھا۔ اس وقت تیری جرات نے سارے بر اعظم کو ہلا دیا تھا۔ کیا تو بتا سکتا ہے کہ عرب کو فتح کرتے وقت بجز آسمانی طاقت کے کون تیرا مددگار تھا۔ جب رومیوں سے تو برسر پیکار تھا تو کیا اس وقت تو نے مٹھی بھر مسلمانوں کے ذریعہ سے انکو شکست نہیں دی تھی یاد کر جب ایران کے آتش پرستوں کے کفر کو مٹانے کیلئے تیری فوجیں آگے بڑھ رہی تھیں تو اسوقت کون تیرا مددگار تھا۔ جب شام کی سرزمین کو تو نے فتح کیا تھا تو اس وقت بجز آسمانی طاقت کے کونسی قوت کارفرما تھی۔ تاریخ کے اوراق الٹ اور دیکھ کہ مصر میں جب تو مجاہدانہ حیثیت سے داخل ہوا تھا تو تیری محدود تعداد کی جرات نے سارے ملک کو حیرت میں ڈالدیا تھا۔ افریقہ کے جنگلوں سے جب تیری فوجیں گذر رہی تھیں تو بجز آسمانی مددگار کے کون تیرا محافظ تھا۔ اور کس نے تجھے افریقہ کا تاجدار بنا دیا تھا اے مشرق کے بادشاہ عجم و عرب کے فاتح اعظم۔ اے ایران کو فتح کرنے والے اور اے افریقہ پر اپنی حکومت کا سکہ جمانیوالے تو نے اپنی قدیمی عظمت کو فراموش کر دیا ہے۔ اگر تو نے اپنی اسلامی روایات کو نہ بھلا دیا ہوتا تو آج تو آزادی کی جنگ میں ہندوستان کے کفار کا سہارا نہ ڈھونڈھتا۔ اگر تیرے اندر آج بھی وہی حمیت ہوتی تو تو مسلم نیشنلسٹ اور احرار پارٹی کے روپ میں گاندھی اور کانگریس کے چرنوں پر جھکا ہوا نہ دکھائی دیتا۔ اے کفر کا سہارا ڈھونڈنے والے مسلمان شرما اسلامی روایات تجھے ذلت سے دیکھ رہی ہیں۔ کیا تیرے لئے یہ بات شرم نہیں ہے کہ وہ مسلمان جو دس سپاہیوں سے کئی ملک کے ملک فتح کر لیا کرتا تھا۔ آج کفار کی نظر کرم کا محتاج ہے کفار کے سامنے اپنے مطالبات کیلئے گڑگڑانے والے مسلمان تیری غیرت کہاں گئی۔ کیا حقوق اور حکومتیں اس خوشامدانہ طریقہ پر ملا کرتی ہیں۔ اگر تو ایک بھکاری کی طرح اپنے حقوق مانگنا کوئی ذلت نہیں سمجھتا تو تجھے مرجانا چاہئے حقوق اتحاد سے اور عملی قوت سے لئے جاتے ہیں ہندو سے کہدو کہ ہم کو جو کچھ لینا ہے اپنے بازو کی قوت سے لیں گے حکومت سے بھی کہدو کہ اگر تو مسلمان کو کچھ نہیں دینا چاہتی تو مسلمان تجھسے

آپ کو دھوکا ہوا؟



از منیجر کارخانہ ایس ایم۔ لقمان ممتحن چشم و عینک ساز

رزیڈنسی کوٹھی۔ بس اسٹانڈ۔ سلطان بازار بلدہ

یتیموں کی اپیل برائے خریدی رسالہ

این نامۂ عاصی را تا خواندہ مکن پارہ   بیچارہ رقم کرد است از خونِ جگر چیزے

ماہنامہ انیس الغربا کوئی شخصی یا تجارتی رسالہ نہیں ہے۔ یہ محض یتیموں کی حمایت میں جاری ہوا ہے۔ لاہور کے بعد عروس البلاد بمبئی جیسا عظیم الشان دوسرا شہر ہے جسکو یتیموں کے ایسے اُردو "آرگن" کی اجرائی کا امتیاز حاصل ہے۔ بمقابل دوسرے جرائد کے اسکی امداد اور اسکی خریداری غالبًا ناقابلِ ترجیح نہوگی۔ اولین فرصت میں آپ غور فرمائیں کہ کسطرح آپ یتیموں کا عالمگیر احساس پیدا کرنے میں ہمارا ہاتھ بٹا سکتے ہیں۔ بلحاظ مضامین آپ بھی ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ معزز و نیک دل بیگمات تو فائدہ کثیر اٹھا سکتی ہیں۔ نیز آپکے بلند اقبال صاحبزادے اور صاحبزادیاں بھی اپنی دنیاوی تعلیمات سے فرصت پاکر مطالعہ کر سکتی ہیں۔ غرض یہ رسالہ بہمہ وجوہ غیر مفید ثابت نہوگا۔ اسکی شدید اہمیت آپ پر ظاہر ہوئے بغیر نہ رہیگی اگر آپ کسی لمحہ فرصت میں ایسے رسالہ کی ضرورت پر تھوڑی دیر غور فرمائیں۔ اسکے اخراجات اور اسکے مضامین اور سب سے بڑھکر پبلک میں یتیموں کا احساس پیدا کر کے وقت کی ایک شدید ترین ضرورت کو پورا کرنیکے کثیر فوائد کے مقابلہ میں بموجب صراحت فیصل سال میں ایک یا دو روپیہ آپکے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ رسالہ ہذا اسی توقع پر عالی ظرفیں کے نذر ہے۔ امید کہ خریداری منظور کرکے یتیموں کی مدد فرمائینگے۔

شرح چندہ

۱۔ معاونین یتیم خانہ کو سالانہ (عہ) روپیہ مع چرم قربانی سالانہ۔ ششماہی ۸ سہ ماہی ۴
۲۔ طلبہ و طالبات مدارس سے سالانہ (عہ) ״ ״ ״ ״ ״ ״
۳۔ دیگر اشخاص سے سالانہ (عہ) ״ ״ ״ ״ ״ ״
۴۔ انجمنوں اور کتب خانوں کو مفت اس توقع پر کہ معزز ممبر اپنی اپنی چرم قربانی بھیجکے یتیموں کی مدد فرمائینگے۔

قواعد

ف ماہنامہ "انیس الغربا" ماہ ہلالی کے اوائل میں شائع ہوگا۔
ف۔ معاونین و جدید خریدار صاحبین تحریری فرمائش روانہ فرمائیں ورنہ عدم ترسیل رسالہ کی شکایت معاف
ف ہماری دوکانوں پیکم از کم دس روپیہ کا آرڈر دینے والے حضرات کو رسالہ ہذا ایک سال تک مفت روانہ کیا جائیگا
ف دو خریدار پیدا کرنیوالے حضرات کو بھی رسالہ ہذا ایک سال تک مفت روانہ کیا جائے گا۔
ف جو صاحب کم از کم پانچ چرم قربانی روانہ فرمائیں تو ان کو ایک سال تک رسالہ مفت بھیجا جائے گا۔

قطعہ تاریخ نتیجۂ فکر جناب مولوی مفتی سید شاہ احمد علی صاحب صوفی

جاری جو کیا بدر نے ماہوار رسالہ ؎ حامی ہے یتیموں کا مُمدُّ الفقرا ہے
اے مفتی صوفی صفتی صاف یہ کہدو ؎ اجرائی کی تاریخ انیس الغربا ہے
۱۳

یتیمونکی اپیل برائے اشتہارات

یتیم خانہ ہذا پندرہ سال سے قایم ہے اور اسوقت دوسو لڑکے اور لڑکیاں زیر پرورش ہیں - لڑکیونکی شادی بھی کردیجاتی ہے بلاامداد سرکاری محض پبلک کی اجتماعی قوت سے نیز امرا و جاگیردار اور عہدہ داروںکی خاص ہمدردیوں کا ملک ایک اچھے پیمانے پر چل نکلاہے - یتیم خانہ کے مختلف کارخانوںکی وجہہ سے بھی خاص و عام میں اسکی اچھی خاصی شہرت ہے - کاروبار بڑھ جانے سے ایک رسالہ" ماہنامہ انیس الغربا "جاری کیا گیا ہے جو معاشرت کی اصلاح اور یتیمونکا احساس پیدا کرنیکے لئے ہر مہینہ ہزار اور دو ہزار کی درمیانی تعداد میں تقریباً مفت تقسیم کیا جاتا ہے اسکے مضامین چونکہ اصلاحی ہوتے ہیں و نیز اسکی آمدنی چونکہ یتیم معصومونکی ضرورتوں پر صرف کیجاتی ہے اسلئے یہ رسالہ دیگر شخصی تجارتی رسالوں سے زیادہ ہر دلعزیز اور زیادہ دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے لہذا اسکے اشتہار سینکڑوں ہزاروں ہاتھوں میں جاتے ہیں اور بیحد تشہیر کا باعث ہوتے ہیں اس میں اشتہار دینے سے تشہیر کے کامیاب اور تجارت کے فروغ پانے کے علاوہ جس سے یتیمونکو جو امداد ملیگی اور آپ کو جو ثواب حاصل ہوگا اور اس ثواب سے آپ کی تجارت میں منجانب اللہ جو برکت ہوگی اسکو خدائے پاک ہی بہتر جانتا ہے - انشاء اللہ تعالی رسالہ ہذا بہمہ وجوہ موجب نجات ثابت ہوگا - آپ اسمیں اشتہار دیکر دنیا اور آخرت دونوں کما سکتے ہیں -

آپ چونکہ روشن خیال ہیں، اصول تجارت و اصول اشتہار سے واقف اور یتیموں سے بھی خاص ہمدردی رکھتے ہیں - اسلئے آپ سے خاص طور پر اشتہار کی استدعا کرنی بے موقع نہوگا - لہذا قوی توقع ہے کہ آپ صرف تشہیر کے خیال ہی سے نہیں بلکہ یتیمونکی پرورش اور انکی تعلیمی امداد کا لحاظ فرماکر اشتہار کا آرڈر ضرور دینگے - آپ دوسرے امور کو چھوڑکر بھی محض یتیمونکی خاطر یتیمونکی درخواست کو قبول فرماسکتے ہیں کیونکہ آپکے وسیع کاروبار کے مد نظر اشتہار کی ایک چھوٹی سی رقم کوئی حیثیت نہیں رکھتی -

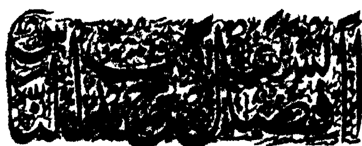
ماہران فن اشتہار کی رائے ہے کہ ماہانہ رسالہ جات کے اشتہار چونکہ ایک ماہ تک مطالعہ میں رہتے ہیں اسلئے انکا ایک اشتہار ہفتہ وار اخبار کے چار اور روزانہ اخبار کے تیس اشتہارونکا کام دیتا ہے - لہذا کیا بلحاظ کفایت کیا بلحاظ ثواب و امداد یتامے کیا بلحاظ تعداد کثیر و ہر دلعزیزی رسالہ اور کیا بلحاظ کمی اجرت یتیم خانہ کا رسالہ ہی ترجیح کے قابل ہے - نوٹ - یتیم خانہ کی رعایت سے ہی مشتہر صاحبان کم سے کم اجرت پیشگی مرحمت فرمائیں -

نرخنامہ اشتہارات

مدت	پورا صفحہ	نصف	ربع	آٹھواں حصہ	مدت	پورا صفحہ	نصف	ربع	آٹھواں حصہ
ماہانہ	صہ	عالہ	عہ۱ہر	۱۰ ار	ششماہی	سہ	عہ	صہ	عالہ ہر
سہ ماہی	عہ	ے	ے	عہ؍ر	سالانہ	سہ	دیہ	قہ ہر	ے ہر

مطبع برقی اعظم جاہی شاہ علی بنڈہ سے طبع ہوکر یتیم خانہ انیس الغربا حیدرآباد دکن سے شائع ہوا - طباعت [illegible] جلد

(۸۹) رجسٹری شدہ پیشِ سرکارِ عالی (۲۸۹)



طریقت بجز خدمتِ خلق نیست به تسبیح و سجادہ و دلق نیست

(ماہنامہ)

انیس الغرباء

(۵۵) ۱۳ء

(مدیر)

خواجہ بدرالدین

خادم

مردانہ و زنانہ یتیم خانہ انیس الغرباء حیدرآباد دکن

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا ہم کیا ہیں جو کام ہم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا ، ہوا کرم سے تیرے جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

مردانہ و زنانہ یتیم خانہ انیس الغربا (قیام ۱۳۴۰ھ)

ہمارا نصب العین

پبلک میں رفاہی کاموں کی صلاحیت کیساتھ بلا امداد سرکاری عملیت پیدا کرنی اور یتیموں کا احساس پیدا کراتے ہوئے خیرات کی تنظیم کرنی

عمومیات یتیم خانہ

تعلیم اردو، و تعلیم دینیات و تعلیم صنعت (خیاطی، نجاری، بید بافی و اصلاح سازی)

یتیم خانہ کی دو کانیں :- جہاں کام آرڈروں پر لیا جاتا و نیز بیرونی اضلاع پر جاکر آرڈروں کی تعمیل کرتے ہیں۔

خصوصیات (ھٰذَا مِن فَضْلِ رَبِّی) یتیم خانہ

لڑکوں کے حفظ کیساتھ لڑکیوں کے بھی حفظ کی تعلیم۔ لڑکیوں کی شادی۔ نابیناؤں کے نوشت و خواند کی تعلیم نابیناؤں کی بنیادی
نومسلین و نومسلمات کی تعلیم۔ انگریزی خواں نادار لڑکوں کی میٹرک۔ ایف اے۔ بی۔ اے کی تعلیم
طلبہ اضلاع کے لئے خدمات شرعیہ کی خاص تعلیم

بقول ۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی :- ملک کے طول و عرض میں اکثر یتیم خانوں کو پرورش گاہ دیکھا ۔ لیکن اس کو تربیت گاہ پایا جو اس کی خاص خصوصیت ہے ۔ ہم بندے بجز تعریف کیا کر سکتے ہیں۔ جزائے خیر اللہ تعالیٰ دیگا۔

بقول ۔ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی :- کسی یتیم خانہ میں جملہ امور ضروریہ کو ایک جا مجتمع نہیں دیکھا جیسا کہ یہاں جی چاہتا ہے کہ دیوبند کے طلبہ کو یہاں کی سیر کراؤں ۔ تاکہ انہیں بھی اس طرف شوق و رغبت پیدا ہو۔

بقول ۔ مولانا عبدالباری صاحب پروفیسر :- میں مسلمانوں کے قومی کاموں سے بددل ہو چکا ہوں لیکن جب اس کو دیکھا تو دل پر اثر ہوا معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے استثنائی کاموں میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص عمل اور حسن تدبیر سے کام ہو رہا ہے۔

بقول ۔ مولانا حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی :- اگر مخلصین بیعت قبول کرتے ہوتے تو میں اس کام میں مولانا خواجہ بدر الدین صاحب سے بیعت کر لیتا۔

جلسہ سپاسگزاری

بتقریب یتیم نوازی جہاں پناہی

حضور بندگان اقدس کا یتیم خانہ انیس الغربا کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرف فرما کر ملک کے یتیموں اور بیکسوں کی ہمدردی فرمانا تاریخ عالم میں ایک عدیم المثال واقعہ ہے۔ ذات ہمایونی نے نہ صرف بنفس نفیس یتیموں اور نابیناؤں کی ہمدردی فرمائی بلکہ صاحبان ثروت کو بھی اُن کے اُن فرائض اور ذمہ داریوں کی طرف متوجہ فرمایا۔ جو اُن پر عائد ہوتی ہیں حضور فیض گنجور کی اس شاہانہ یتیم نوازی پر اہل ملک کے قلوب امتنان و تشکر کے جذبات سے معمور ہیں جن کے عقیدتمندانہ اظہار کے لئے بصدارت جناب نواب بہادر یار جنگ بہادر ایک جلسہ عام بتاریخ ۱۵ مہر ۱۳۴۶ف بروز شنبہ بوقت (۱۰) ساعت صبح بمقام زمرد محل ٹاکیز واقع عابد روڈ حسب نظام العمل منسلکہ منعقد ہوگا۔

جناب والا سے خاص طور پر استدعا کی جاتی ہے کہ جناب شریک جلسہ ہو کر شہنشاہ دکن کی عدیم المثال یتیم نوازی پر خانہ زادانہ عقیدتمندی کا اظہار فرمائینگے۔ اور یتیمان معصوم کے ساتھ مربیانہ ہمدردی کا ثبوت دینگے

المعلن

خواجہ بدر الدین معتمد یتیم خانہ انیس الغربا

نظام العمل

جلسہ سپاسگزاری

بتاریخ ۱۵ [illegible] روز شنبہ صبح بمقام زمرد محل ٹاکیز۔ عابد روڈ۔ حیدرآباد دکن۔

نمبر شمار	مشاغل	اسمائے مقررین	اوقات از	اوقات تا
۱	قرارت	طالب العلم یتیم خانہ انیس الغربا	۱۰	۱۰-۵
۲	تقریر	مولنا مناظر احسن صاحب گیلانی	۱۰-۵	۱۰-۵۰
۳	تحریک رزولیوشن سپاسگزاری	مولنا عبدالقدیر صاحب بدایونی	۱۰-۵۰	۱۱-۲۰
۴	تائید اول	مسٹر راگھویندر نایک ایڈوکیٹ۔	۱۱-۳۰	۱۱-۴۰
۵	تائید دوم	مسٹر خورشید سہراب جی چینائی۔	۱۱-۴۰	۱۱-۵۰
۶	تائید سوم	مسٹر نرسنگ راؤ ایڈیٹر اخبار رعیت	۱۱-۵۰	۱۲
۷	تقریر صدارت	جناب نواب بہادر یار جنگ بہادر	۱۲	۱۲-۵۵
۸	ترانہ دعائیہ	پروفیسر سید محبوب حسینی صاحب	۱۲-۵۵	۱

نوٹ:۔ زنانہ کیلئے پردہ کا معقول انتظام کیا گیا ہے۔

خواجہ بدرالدین معتمد یتیم خانہ انیس الغربا

مطبوعہ مطبع اعظم جاہی حیدرآباد دکن

[illegible] تدبیر سے کام ہو رہا۔

بقول۔ مولنا حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی۔ اگر مخلصین بیعت قبول کرتے ہوتے تو میں اس کام میں مولنا خواجہ بدرالدین صاحب سے بیعت کرتا۔

ماہنامہ انیس الغربار ۱۳۵۵ھ

جلد (۲) فہرست مضامین بابتہ ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ہجری شمارہ (۶)

سوا خدا کے سب اون کا ہے
اور
خدا میرا

(اکبر الہ آبادی)

کہو، کریگا حفاظت مری، خدا میرا   رہوں جو حق پہ، مخالف کرینگے کیا میرا

خدا کے در سے اگر میں نہیں ہوں بیگانہ   تو ذرّہ ذرّہ عالم ہے آشنا میرا

میری حقیقتِ ہستی یہ مشتِ خاک نہیں   بجا ہے مجھ سے جو پوچھے کوئی پتا میرا

انہیں ہی عقل، جو محتاجِ غیر ہے ہردم   مجھے ہے عشق کہ جو خود ہے مدّعا میرا

غرور انہیں ہی تو مجھکو بھی ناز ہے اکبر
سوا خدا کے سب اُن کا ہی اور خدا میرا

مسلمانوں کی بیس خصلتیں

وفد ازدساست شخصوں کا تھا۔ نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی صلعم نے ان کی وضع قطع کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔ پوچھا۔ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہم مومن ہیں۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ ہر ایک قول کی ایک حقیقت ہوئی ہے۔ بتلاؤ کہ تمہارے قول اور ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم پندرہ خصلتیں رکھتے ہیں۔ پانچ وہ ہیں جن کے اعتقاد رکھنے کا۔ اور پانچ وہ ہیں جن پر عمل کرنے کا حکم آپ کے بھیجے ہوئے لوگوں نے دیا ہے۔ پانچ وہ ہیں جن پر ہم پہلے سے پابند ہیں۔

پانچ باتیں جن پر حضور کے مبلغین نے ایمان لانے کا حکم دیا۔ یہ ہیں۔ ایمان خدا پر۔ فرشتوں پر۔ اللہ کی کتابوں پر۔ اللہ کے رسولوں پر۔ مرنے کے بعد جی اٹھنے پر۔

پانچ باتیں عمل کرنے کی ہم کو یہ بتلائی گئی ہیں۔

لا الٰہ الا اللہ کہنا۔ پانچ وقت کی نمازوں کا قائم کرنا۔ زکوٰۃ دینا۔ رمضان کے روزے رکھنا۔ بیت الحرام کا حج کرنا۔ جسے راہ کی استطاعت ہو۔

پانچ باتیں جو پہلے سے معلوم ہیں، یہ ہیں:۔ آسودگی کے وقت شکر کرنا۔ مصیبت کے وقت صبر کرنا۔ قضائے الٰہی پر رضامند ہونا۔ امتحان کے مقامات میں راستبازی پر قائم رہنا۔ اعدا کو شماتت نہ دینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنہوں نے ان باتوں کی تعلیم دی وہ حکیم و عالم تھے۔ اور اُن کی دانشمندی سے معلوم ہوتا ہے۔ گویا انبیا تھے۔ اچھا پانچ چیزیں اور بتا دیتا ہوں۔ تاکہ پوری بیس خصلتیں ہو جائیں:۔

(الف) وہ چیز جمع نہ کرو جسے کھانا نہ ہو۔ (ب) وہ مکان نہ بناؤ جس میں بسنا نہ ہو۔ (ج) ایسی باتوں میں مقابلہ نہ کرو جنہیں کل کو چھوڑ دینا ہو۔ (د) خدا کا تقویٰ رکھو جس کی طرف لوٹ جانا اور جس کے حضور میں پیش ہونا ہے۔ (ھ) اُن چیزوں کی رغبت رکھو جو آخرت میں تمہارے کام آئیں گی۔ جہاں تم ہمیشہ رہو گے۔

بول چال ایک تجارت ہے۔ بغیر علم کی پونجی کے شریک ہونا ضرر رساں ہے

بندگان اقدس کی رائے ہمایونی بزبان فارسی

جو بعد معائنہ یتیم خانہ انیس الغرباء
نہایت خوشنما فریم کیساتھ مرحمت ہوئی

۷ ار جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الثَّوَابِ

از معائنہ مدرسہ انیس الغربا، و از شنیدن حالات و طریقہ تعلیم و انتظام آں من امروز بسیار محظوظ شدم و در خیال من ساکنین مدرسہ یعنی طفلان کہ ہیچ مددگار و یاور نہ دارند بجز رزاق مطلق در آں حالیکہ ایں صفت رزاقی بر ہر دو یعنی امیر و فقیر یکساں حاویست۔ لہذا ایں ہمہ یتیم و یسیر ہر طرح لائق امداد صاحبان ثروت اند۔

ف ۲۔ اگرچہ ریاست حیدرآباد کہ در اقطاع عالم بوجہ بودن اسلامی شہرت تامہ می وارد۔ خصوصاً در دادن امداد بہ گروہ معذوران و مقرر کردن اذوقہ ہا بنام مستحقین و محتاجین وغیرہم ایں مدرسہ را ایں وقت قدرے امداد می دہد۔ تاہم اگر ممکن باشد در تعمیر اقامت خانہ در زمانہ آیندہ مزید نظر التفات بریں زمرہ بیکساں خواہد انداخت۔

ف ۳۔ مرا معلوم شد کہ ایں جا یازدہ طفل (منجملہ دیگر طفلان مقیم مدرسہ)

نابینا است وبعض آنہا ہم حافظِ قرآن۔ وازیں وجہ محض بہ نیت ایصال ثواب بروح معصوم (یعنے صاحبزادہ جواد جاہ مرحوم) مادرشس پرورش ایں چند نفوس را بہ ذمۂ خود کردہ در بارگاہ مُسْتَجِیْبُ الدَّعوَاتْ و الہانہ دست بر داشتہ التجامی کُنَد کہ الٰہی مَرا زود نِعْمِ البَدَل عطا فرما کہ تو منجملہ نود و نہ ۹۹ اسمائے صفتی یکے "اَنْتَ الْوَھَّابُ" می داری تا کہ سبب خاطر جمعی مَن باشد و وظیفۂ مَن اینست کہ "وَ اللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَیْہِ التُّکْلَانْ"۔

ف ۴۔ انسان را باید کہ در انصراف کارہائے خیر حتیّ الامکان و بحدّ ممکنہ حصّہ بگیرد چرا کہ "اَلدُّنْیَاءُ مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃْ"۔

(مکرّر) ایں تحریر را بندگانِ عالی بمدرسۂ مذکورہ عنایت فرمود۔

بقلم آصف سابع (نقل مطابق اصل)

شرح دستخط مبارک

بڑھے اور عزو وقارِ دکن

یہی ہے وہ درگاہ عالی جناب
کہ جس سے ہے سارا جہاں فیض یاب

ملا بحرِ غم سے کنارا یہیں
کہ ہے ڈوبتوں کا سہارا یہیں

سلامت رہے شہریار دکن
بڑھے اور عزو وقار دکن

الٰہی یہ اسلام کا تاجدار
رہے رہتی دنیا تلک برقرار

بندگان اقدس کی رائے ہمایونی کا اردو ترجمہ جو بہ زبان فارسی

بعد معائنہ یتیم خانہ انیس الغربا کو مع فریم مرحمت ہوئی

۱۷ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ

وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الثَّوَابْ

میں آج مدرسہ انیس الغربا کے معائنہ اور اوس کے انتظام و طریقہ تعلیم کے سننے سے بہت محظوظ ہوا۔ میرے خیال میں ساکنین مدرسہ یعنی یہ لڑکے جو بجز رزاق مطلق کے کوئی مددگار اور یاور نہیں رکھتے ہیں۔ دراں حالیکہ یہ صفت رزاقی ہر دو یعنی امیر و فقیر پر یکساں حاوی ہے۔ لہذا یہ تمام یتیم و بیسر بچے ہر طرح دولتمند اصحاب کی امداد کے لائق ہیں۔

ف ۲۔ گرچہ کہ ریاست حیدرآباد جو اسلامی سلطنت ہونے کی وجہ سے خصوصاً معذوروں کی امداد اور مستحقین و محتاجین وغیرہ کے اذوقے مقرر کرنے میں کمال شہرت رکھتی ہے لیکن اس مدرسہ کو کم امداد دیتی ہے۔ تاہم اگر ممکن ہو تو آیندہ اقامت خانہ کی تعمیر کے وقت بیکسوں کے اس زمرہ پر مزید نظر التفات کریگی۔

ف ۳۔ مجھکو معلوم ہوا ہے کہ یہاں (۱۱) لڑکے (منجملہ دیگر مقیم بچوں کے) نابینا ہیں اور ان میں بعض حافظ قرآن ہیں اور محض اسی وجہ سے روح معصوم (یعنی صاحبزادہ جواد جاہ مرحوم) کے ایصال ثواب کی نیت سے اُن کی والدہ نے ان چند بچوں کی پرورش اپنے ذمہ لیکر بارگاہ مجیب الدعوات میں بیقرارانہ ہاتھ اٹھا کر التجا کرتی ہیں کہ الٰہی مجھکو جلد نعم البدل عطا فرما کہ تیرے اسمائے صفتی کے (۹۹) ناموں میں "اَنْتَ الْوَھَّابْ" بھی ہے۔ تا کہ میری خاطر جمعی کا باعث ہو۔ میرا وظیفہ تو یہ ہے ...... (وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانْ)

ف ۴۔ انسان کو چاہئے کہ نیک کاموں کی انجام دہی میں حتی الامکان جہاں تک ہو سکتا ہو حصہ لے (اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃ)

(مکرر) اس تحریر کو بندگان عالی نے مذکورہ مدرسہ کو عنایت فرمایا۔

شرح دستخط مبارک بقلم آصف سابع (نقل مطابق اصل)

ظلّ سبحانی یتیموں میں

(از میر خواجہ عارف الدین احمد خلف مولوی خواجہ بدرالدین صاحب معتمد)

یتیم خانہ انیس الغربا کی سولہ سالہ زندگی میں ۱۷ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ کی تاریخ اور دوشنبہ کا دن ایک قابل یادگار دن تھا جس پر یتیم خانہ جس قدر فخر و مباہات کرے اور یتیم لڑکے اپنی قسمت پر جس قدر ناز کریں وہ تھوڑا ہے۔ چونکہ اُس دن یتیموں کا یہ کلبۂ احزاں شاہی قدوم سے مفتخر رہا۔ تاریخ عالم میں بالعموم اور تاریخ دکن میں بالخصوص یہ ایک نیا ورق ہوگا۔ جو حروف زریں سے لکھنے کے قابل ہے کہ شہنشاہ وجہجاہ تاجدار دکن بندگان اقدس بہ نفس نفیس رونق افروز یتیم خانہ ہوئے۔ بچوں کو شرف تکلم بخشا۔ اور یتیموں کے معصوم دلوں میں مسرت کی لہر پیدا کردی کہ یتیمان انیس الغربا جوش مسرت سے پھولوں نہیں سمارہے ہیں۔ کیا ہی برکت والا ہوگا وہ منظر جبکہ ایک شہنشاہ عالم پناہ مالک تخت و تاج کئی کروڑ نفوس کا حاکم یتیموں کے درمیان اور نگاہ خسروی یتیموں کے کاروبار کی طرف لگی ہوئی ہوگی دوسری طرف یتیموں کی چشم دعاگو ظل سبحانی کے بلہارا ور اُن کی دلی مسرتیں ملازمین خداوندی کے قدم قدم پہ نثار۔ خدا اور خدا کا رسول ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ درد محبت کا منظر چشم رحمت میں کس درجہ محبوب اور یہ مسکین دوست تاجدار دکن "نواب میر عثمان علی خاں" کا کس قدر مستحق و سزاوار ہے جس پر آج خود یتیمی کو ناز ہے۔ شعر

آسماں سجدہ کند سوئے زمینے کہ براو
ایک دو کس ایک دو نفس بہر خدا بنشینند

صبح ٹھیک دس چالیس پر قدوم شاہی سے یتیم خانہ جگمگا اٹھا۔ اور ذرہ ذرہ روکش آفتاب بنگیا ہو کبۂ خسروی کے پاس شاہی اشاف کے بازو معتمد صاحب یتیم خانہ کے اشاف کے ساتھ بکمال ادب استادہ تھے۔ اشاف خسروی کے سلام کے بعد کارپردازان یتیم خانہ نے سلام گذراننے کی عزت حاصل کی اور دست بستہ کچھ آگے بڑھے ہوئے ملازمین بارگاہ اقدس کو شہ نشین تک پہنچایا۔ صحن میں جملہ لڑکے کھڑے ہوگئے۔ صرف حفاظ نے جو اکثر نابینا تھے اپنے سینوں پر ہاتھ رکھکر سر کو جھکائے ہوئے بارگاہ خسروی میں سلام عرض کرنیکی عزت حاصل کی۔ شہ نشین کے ایک بازو مصنوعات یتیم خانہ کی نمائش کی گئی تھی۔ اور دوسری بازو کاریگر لڑکے اپنے اپنے سامان کے ساتھ آمادۂ کار بیٹھے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے مصنوعات کا معاینہ فرمایا گیا۔ خصوصاً مولڈنگ کا کام خاطر عاطر ہمایونی کے زیادہ پسند رہا۔ خیاطی کے بولنے

کٹنگ کرکے بتلایا۔ کارچوبی اور نٹنگ کا کام بخاری اور بید بافی کا کام بھی جماعت ہائے متعلقہ نے کرکے بتایا۔ جس پر ظل سبحانی اظہار خوشنودی فرماتے رہے خصوصاً چھوٹے چھوٹے بچوں کو ایک دوسرے کی اصلاح بناتے ہوئے ملاحظہ فرماکر ذات ہمایونی بہت مسرور ہوئی۔ نابیناؤں کو بید بنتے ہوئے دیکھکر بندگان اقدس بہت محظوظ ہوئے۔ نابینا لڑکوں کی اردو نوشت وخواند کی تعلیم پر بار بار اظہار خوشنودی فرمایا گیا۔ ان کی تعلیمی کتب ملاحظہ اقدس میں گزرانی گئیں۔ ان کا ایک اردو سبق بھی جو بریل سسٹم پر لکھا گیا تھا۔ ان سے پڑھاکر سماعت فرمایا گیا۔ اس کے بعد حافظ لڑکے پیش کئے گئے۔ ان میں سے ایک نابینا لڑکے نے تجوید سے ایک رکوع حفظ پڑھکر سنایا یتیم خانہ کی لڑکیاں جو بنگلہ پر تھیں۔ ان میں کے کمسن برآمدہ پر کھڑی ہوئی تھیں اور بڑی لڑکیاں پردہ میں تھیں۔ ایک بڑی لڑکی نے پردہ سے اپنی سہانی اور پیاری آواز سے قرات پڑھی۔ جو ایک شیدائے قرآن پاک کے دل پر اثر کئے بغیر (نہ رہی)

اس کے بعد ایک ایک جماعت کو اس کی پوری تعداد کے ساتھ پیشگاہ ملازمین جہاں پناہی میں پیش کرکے تعارف کرایا گیا۔ جو بعد ختم تعارف سپاہیانہ طریقہ سے سیلوٹ کرکے واپس ہوتی رہی۔

اس طرح جملہ جماعت ہائے علوم فنون نے شاہی تعارف کا اعزاز حاصل کیا۔ سب کے بعد میٹرک والے لڑکے پیش کئے گئے جن کو سرکار نے بتوجہ خاص ملاحظہ فرمایا۔ بالآخروہ لڑکے جو تعلیم علوم وفنون سے فارغ ہوکر چھوٹی بڑی دوکانوں میں ملازم ہوگئے ہیں۔ یا خود اپنی اپنی دوکانیں چلا رہے ہیں۔ یا سرکاری مدارس میں بحیثیت معلم مامور ہیں۔ جو فی الوقت دستیاب ہوسکے پیش کئے گئے۔ اس کے بعد لڑکوں نے اپنے یتیمانہ انداز خاص میں دعائیہ ترانہ پڑھا جبکہ آمین آمین کی صدائیں بچوں کے معصوم دلوں سے نکل کر فضا میں گونج گونج کر عرش بریں تک پہنچ رہی تھیں۔ یہ خاص منظر نہایت درجہ موثر تھا اور دیکھنے والے ہی اس کو محسوس کرسکتے ہیں۔

مشاہیر ہند مثلاً مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی ناظم دارالعلوم دیوبند۔ حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی وغیرہ نے جو بعد معائنہ یتیم خانہ اپنی بیش بہا آراء ظاہر فرمائے تھے۔ اقتباس کے ساتھ ان کے بورڈ یتیم خانہ میں آویزاں کئے گئے تھے۔ بندگانعالی نے اُن کو بھی ملاحظہ فرمایا۔ اور آخرالذکر حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی کی رائے زیادہ جاذب توجہ ہمایونی رہی۔ جس میں بتلایا گیا تھا کہ اگر میں مصلحین بیعت قبول کرتے ہوتے تو میں مولانا خواجہ بدرالدین صاحب سے بیعت کرتا اور اس طریقہ کو ان سے سیکھ لیتا۔

اس طرح ہمارے یتیم پرور یتیم نواز تاجدار دکن شہنشاہ ذیجاہ سلطان العلوم محی الدین والملت بندگان اقدس اعلیٰ نے اپنی بیش قیمت شاہی وقت کا تقریباً ایک گھنٹہ یتیموں میں گذارا اور یتیموں کی سینکڑوں دعاؤں کیساتھ مراجعت فرمائے ڈیوڑھی مبارک ہوئے۔

یہ وہ واقعہ ہے جو نہ صرف یتیم خانہ انیس الغربا کیلئے بلکہ تمامی ہند کے لئے قابل فخر ہے۔ مصرعہ۔

برایں مژدہ گرجاں فشانم رواست

بار الہا۔ تو اپنے اس مسکین دوست ظل الٰہی پر اپنی رحمت کے خاص پھول نچھاور فرما اور اپنی خاص نعمتیں عطا فرما۔ خداوندا۔ ان کی دولت وحکومت بڑھے۔ آل واولاد پروان چڑھے۔ تری بارگاہ میں کس بات کی کمی ہے۔ شہزادہ معصوم حضرت جواد جاہ مرحوم کا نعم البدل عطا ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ یتیم بچے ہاتھ پھیلائے ہوئے تجھ سے مانگتے ہیں۔ مولا۔ دے۔ دے۔ نعم البدل دے اور ہماری لاج رکھ لے۔

صحابہ کی حق پروری

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ آپ ایک روز باہر سے گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ آپ کی چھوٹی صاحبزادی اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہے اور ایک قیمتی موتی بھی لٹکا ہوا ہے۔ آپ نے پہچان لیا کہ یہ موتی تو بیت المال کا ہے۔ اسی وقت ارادہ حد سرقہ جاری کرنیکا فرمایا۔ ہرچند سب نے عرض کیا مگر آپ کو اس رائے پر سخت اصرار تھا۔ یہ خبر جب حضرت ابو رافع ؓ افسر خزانہ کو پہونچی تو وہ دوڑے ہوئے آئے۔ اور عرض کیا کہ یہ قصور میرا ہے۔ میں نے صاحبزادی کو موتی پہنا دیا تھا۔ یہ سنکر آپ نے سکوت فرمایا۔

اہل بیت اطہار کی شان

حضرت امام حسن ؓ کو جب کھانے میں زہر دیا گیا تو حضرت امام حسین ؓ نے زہر دینے والے کا نام دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ بھائی انتقام کے خیال سے پریشان مت ہو۔ بلکہ درگزر کرو۔ کیونکہ ہم خاندان اہل بیت ؓ سے ہیں اور عفو ہی ہمارے شایان شان ہے۔

قربان جائے اہل بیت کے۔ کیا شان عفو ہے۔ مسلمانو! حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام سے اظہار محبت اور غلامی کا دعوےٰ رکھتے ہو۔ لیکن اس اسوۂ مبارک پر بھی کبھی غور و عمل کیا ہے؟

یتیم لڑکی کی شادی خانہ آبادی

یتیم خانہ انیس الغربا میں ۱۲ر جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ کی تاریخ ایک خاص تاریخ اور قابل یادگار دن ہوگا جبکہ ایک یتیم ویسیہ لڑکی کی شادی کرکے یتیم خانہ اس کو رخصت کریگا اور اپنے آخری فرض سے سبکدوش ہوگا۔ یتیم خانہ کی سولہا سالہ زندگی میں ایسے اہم اور مبارک ایام دس بارہ ہی گذرے ہیں جس میں اُس کو اپنی یتیم لڑکیوں کی خانہ آبادی کا موقع ملا ہے۔ ایک ایسی یتیم ویسیر لڑکی جس کا اس عالم میں کوئی عزیز کوئی رشتہ دار اور کوئی سرپرست اور سہارا نہ ہو۔ اُس کو لکھا پڑھا کر باندیوں کی بہیمی زندگی سے نکال کر دولت کے تمول اور حکومت کے سرشار مالکوں کے پنجۂ آہنی سے چھوڑا کر نہ صرف مہذب و سلیقہ شعار بنانا ہے بلکہ اُس کی خانہ آبادی کرکے خاوند کے گھر رخصت کر دیتا ہے۔ یہ دن یتیم خانہ کو محض معاونین کرام کی بدولت دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان معاونین اور سرپرستوں کو خوش و خرم رکھے اور اُن کی اولاد کو پروان چڑھائے جن کی امداد سے یتیم خانہ میں ایسے کام انجام پاتے ہیں۔ وہ لڑکی جو عیش پسند مالکوں کے دولتکدوں میں نہیں بلکہ ظلم کدوں میں راحت دولت اور ایسے ہی بہتر ناموں سے تو پکاری جاتی ہے مگر ذلیل ترین زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ خود کو سوختہ اور غیر کو لذت پہنچاتی۔ خود تکلیف میں گزار کر دوسروں کی راحت و آرام کا باعث ہوتی۔ خود پیسہ پیسہ کی محتاج بنی ہوئی دوسروں کو دولت آرام سے مالا مال کرنے والی تھی۔ وہ معصوم جان بے ماں باپ کی لاوارث لڑکی آج آزادی اور خودداری کی تربیت پاکر دولت تہذیب و شائستگی سے مالا مال ہوکر اور زیور علم سے آراستہ و پیراستہ بنکر نہ صرف غلامانہ زندگی اور بہیمانہ حالت سے چھوٹ رہی ہے۔ بلکہ خودمختارانہ زندگی بسر کرنے اور اپنے گھر کی ملکہ بننے کے لئے شوہر کے گھر رخصت کی جارہی ہے۔

آئیں وہ حضرات اور نیک دل بیگمات جو ایسے موقعوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ دیکھیں کہ سوکھے پودے کس طرح پروان چڑھائے جاتے ہیں دیکھیں خشک ہونے والی بیل کس طرح سرسبز و شاداب ہوکر آپ کے مبارک ہاتھوں سے منڈوے پر چڑھتی ہے۔

جو حضرات چاہیں حسب توفیق امداد فرما سکتے ہیں۔ مذکورہ تاریخ صبح کے وقت یتیم خانہ میں اس لڑکی کا عقد ہوگا کسی معزز بزرگ سے خطبہ نکاح پڑھا جائیگا اور کوئی مشہور واعظ برمحل تقریر فرمائیں گے یتیم لڑکیوں سے ہمدردی رکھنے والے حضرات اور نیک دل بیگمات سے عرض ہے کہ وہ ضرور

اس کار خیر میں شریک ہو کر خدا اور خدا کے رسول کی خوشنودی حاصل فرمائیں گے۔ شرکت عام ہے جو جو مال و اسباب امداد میں وصول ہوگا۔ اس کو ایک وسیع ہال میں سجا کر اور معطیوں کے نام کی چٹھیاں چسپاں کر کے معائنہ کرایا جائے گا۔ صبح سے بارہ بجے تک مردانہ معائنہ ہوگا اور بارہ بجے سے چار بجے تک زنانہ معائنہ رہے گا اور پانچ بجے لڑکی کی رخصتی ہوگی۔ یتیم خانہ ان باخیر حضرات اور نیک دل بیگمات کو مبارکباد دیتا ہے جنہوں نے ایسی لڑکیوں کی خانہ آبادی کی اور کرتی ہیں۔

بیٹی کی رخصت پر

(از بیگم حسن مثنےٰ بخاری)

لہو آنکھیں بہائیں گی ہمیشہ خوں فشاں ہو کر
تری فرقت میں ہم روتے رہیں گے نیم جاں ہو کر

نہ رکھنا پاس ممکن ہے نہ فرقت ہی گوارہ ہے
پہیلی ہو گئی اماں کو تو بچی جواں ہو کر

پرائی چیز اپنی ہو یہ ناممکن ہے دنیا میں
جسے پالا نہیں اب زور اس بیٹی پہ ماں ہو کر

تری گڑیاں سنائیں گی کہانی تیرے بچپن کی
کھلونے بھی نظر آئیں گے تیرے داستاں ہو کر

رہو سسرال والوں میں یوں ہی روح رواں ہو کر
رہی ماں باپ کی آنکھوں میں جیسی پتلیاں ہو کر

خوشی تیری خوشی میری خوشی سسرال والوں کی
سدا سسرال میں رہنا اے بیٹی شادماں ہو کر

جہاں میں خاکساری ہی سے عزو شرف حاصل ہے
سمجھ کر فخر رہنا گھر میں خاک آستاں ہو کر

بلک انتا نہ ماں صدقہ تجھے شادی مبارک ہو
نظر آئے تجھے شوہر کا گھر باغ جناں ہو کر

خزاں آئے نہ ان کے باغ ہستی میں کبھی یارب
دعا ایس بی۔ کی ہے پھولیں پھلیں یہ گلستاں ہو کر

انیس الغربا کی ہمدردی کا ترانہ

از

جناب نقاش سیرت اختر علم محمد احمد اللہ خاں صاحب منصور حیدرآبادی

جناب مکرمی خواجہ صاحب۔ تسلیم۔ مزاج شریف۔ کل بیٹھے بیٹھے جی میں آیا کہ ماہنامہ انیس الغربا کے متعلق ایسی نظم لکھی جائے جو موثر مبنی برحقیقت ہو۔ لہذا ذریعہ ہذا ترانہ ہمدردی مرسل ہے۔ اگر مناسب خیال فرمائے تو اپنے ماہنامہ میں بلحاظ مناسبت شائع فرما دیجئے۔ محمد احمد اللہ خاں منصور حیدرآبادی

تحصیلدار تعلقہ آصف آباد

ہم اپنے غائبانہ محسن مکرم محب صادق نقاش سیرت اختر علم حضرت منصور دام ظلہم کے جذبات درد و محبت کی دل سے قدر کرتے اور نہایت درجہ شکریہ کے ساتھ ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس محب صادق عاشق یتامےٰ اور حقیقی معنوں میں انیس الغربا حضرت منصور کو دینی و دنیاوی نصرتیں عطا فرمائے۔ (ایڈیٹر)

کیوں نہ ہمدرد بنیں تیرے انیس الغربا　　حوصلے روز بڑھیں تیرے انیس الغربا

تیری ہستی نے یتیموں کو سنبھالا بے شک　　قعر ذلت سے غریبوں کو نکالا بے شک

ہر اک ناکارہ اپاہج کی مدد کی تو نے　　کس برے وقت میں ان سب کی خبر لی تو نے

کون حامی تھا یتیموں کا بھلا جز تیرے　　تیری امداد نے غربا کے مقدر پھیرے

بے کسی رانڈوں کی تھی رنج و محن کے قابل　　کب یہ گل تھے کسی شاداب چمن کے قابل

یہی شرفا تھے کیا کرتے تھے دریوزہ گری　　داستاں ان کے مصائب کی تھی کیا درد بھری

لنگڑے لولوں کا یہاں کون تھا آخر پرساں　　اندھے گونگوں کے لئے کب تھا مہیا ساماں

یہ بتاؤ کہ یتیموں کی ہوئی کب شادی　　جن کو افسوس میسر نہ تھی آخر کھادی

کب مسرت میں رہے دوسرے اندھے لولے　　بے بصر بھی تو یہاں حافظ قرآن ہوئے

تیری ہمدردی کا کیا کہنا انیس الغربا　　تربیت پاتے ہیں یاں آ کے بہت سے غربا

دین و دنیا کے عمل تو نے سکھائے ان کو　　راستے دہر میں چلنے کے بتائے ان کو

تجھ کو احساس ہے ماں باپ سے بڑھ کر اِن کا
کیوں نہ پھر بیٹھے یتیموں کے دلوں پر سکہ

کون دیتا ہے یتیموں کے دلوں کو تسکیں
اِن کے فاقوں پہ بھلا کون ہوا ہے غمگیں

اِن غریبوں کا کوئی ہائے نہ غم خوار رہوا
مشکلیں اِن کی مٹانے میں نہ ایثار رہوا

دردمند ملتے ہیں ڈھونڈھے سے جہاں میں کمتر
کار خیر ہوتا ہے دنیا میں بھی کمتر اکثر

اِن یتیموں کے بھی نالوں میں اثر ہوتا ہے
جن کی فریاد وفغاں سُن کے فلک رُوتا ہے

مرد کامل ہی بڑے وقت کا ساتھی ہوتا
یہی دنیا میں یتیموں کا ہے حامی ہوتا

نالہ پُرسوز سے دل خون ہوا چاک جگر
شمع روتی تھی یتیموں پہ اُدھر تا بہ سحر

اِن کی بے چینی پہ بجلی بھی تڑپ جاتی تھی
ابر سے نالہ وشیون کی صدا آتی تھی

کوئی غمخوار انہیں ڈھونڈھے سے ملتا کب تھا
سر پہ اِن کے تو فقط سایۂ لطفِ رب تھا

بجلیاں گرتی تھی بس خرمنِ دل پر اِن کی
غرقِ حرماں تھی ہر ایک حسرتِ مضطر اِن کی

نالہ قدرت کو بھی دیکھا نہ گیا پھر اِن کا
تجھ کو بخشا یہ شرف حق نے انیس الغربا

پردۂ غیب سے نکلا تو سہارا بن کر
چمکا بدبختوں کے قسمت کا ستارہ بن کر

چشمے جاری ہوں تیرے فیض کے ہر سُو یا رب
کامراں رکھ تو انیس الغربا کو یا رب

دل تھا بے تاب یتیموں کی زبوں حالی سے
شاد منصور ہے اب اِن کی خوش اقبالی سے

بیگانوں کی حکومت اور یگانوں کی غداری ۔ قومی حکومت اور خیر خواہ حکام اور وفادار رعایا نہ ہونیکے باعث قومیں گوناگوں غداریوں میں مبتلا رہتی ہیں۔ اُن کی زندگی کا ہر حصہ مفلوج ہو جاتا ہے۔ اور مرکزیت جاتی رہتی ہے۔ جو قوم کا آخری نقصان ہے۔ اس بے مرکز حالت میں سب سے زیادہ تکلیف دہ چیز ہے اون مسلمان اصحاب کا جو انگریزی تعلیم اور ولایتی تہذیب سے مغرب زدہ ہو کر تھوڑی سی حکومت اور تھوڑی سی دولت کے نشہ میں قوم سے کشکر علحدہ ہو جاتے ہیں۔

اسلامی زندگی

از جناب حافظ ابو محمد امام الدین صاحب مدیر ترجمان بنارس

اسلامی زندگی کیا ہے؟ شب و روز میں پانچ وقت نماز پڑھنا؟ رمضان شریف کے مہینے میں روزے رکھنا؟ قرآن مجید کی تلاوت کرنا، اوراد و وظائف پڑھنا؟ اہل و عیال اور مال و منال سے کنارہ کش ہو کر کسی گوشۂ خانقاہ میں وقف تسبیح و مصلّٰی ہو جانا؟ واللہ، یہ اسلامی زندگی کی صحیح تعریف ہرگز نہیں ہے، یہ تو اسلامی زندگی کے چند اعمال اور بعض پہلو ہیں، کامل اسلامی زندگی یہ ہے کہ اپنی پوری زندگی خداوند قدوس کی مرضی کے ماتحت کر دی جائے، اپنے جذبات و احساسات، اپنی تمام آرزوئیں اور تمنائیں، اپنے تمام اغراض و مقاصد، اپنے تمام اعمال و افعال، سب کو خداوند قدوس کی خوشنودی و رضا کے تابع کر دیا جائے، اور آیۂ ذیل کی مکمل تفسیر بن جائے۔

اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ (پ۸ سورۂ انعام)

ترجمہ۔ کچھ شک نہیں کہ میری نماز اور میری قربانی (یعنی میری تمام جسمانی و مالی عبادتیں) اور میری زندگی اور موت (غرض میری تمام زندگی) رب العالمین لاشریک لہ کیلئے ہے"

اسلام کے معنی گردن جھکانے اور گلے میں قلادہ ڈالنے کے ہیں، اس لئے اسلامی زندگی صوم و صلوٰۃ اور اوراد و وظائف میں محدود نہیں ہو سکتی، یہ جائز نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص جو مدعی اسلام ہے "اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ" (میرے ذکر کے لئے نماز قائم کر) کی تو تعمیل کرے، لیکن جب حکم ہو کہ تُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَ اَنْفُسِکُمْ (خدا کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرو) تو اس حکم کو رد کر دے۔ صادقین مومنین مسلمین کی نسبت قرآن پاک میں ایک مقام پر ارشاد ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَ جَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ (پ۲۶ سورۂ حجرات)

ترجمہ: "مومن کامل وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں پھر اس میں شک نہیں کیا اور راہ خدا میں اپنے جان و مال سے جہاد کیا، وہی سچے لوگ ہیں"

ان قرآنی تصریحات کے مطابق اُن بزرگوں کی زندگی کو بھی ہم مکمل اسلامی زندگی کہنے سے معذور ہیں جو تمام امور سے

قطع تعلق کرکے مکانوں اور خانقاہوں میں بیٹھ گئے ہیں، اور نہ ہم انہیں حضرات کی زندگی کو پوری اسلامی زندگی قرار دینے پر تیار ہیں جو شب و روز اسلام اور مسلمانوں کا نوحہ و ماتم کیا کرتے ہیں۔ اور بسا اوقات دین و ملت کے نام پر قابل عظمت قربانیوں کا ثبوت دیتے ہیں مگر ان کے دلوں میں صوم و صلوٰۃ کی وہ اہمیت نہیں جو ایک صحیح مسلمان کے دل میں ہونی چاہئے۔ صحیح مسلمان کے نزدیک میدان جنگ اور صحن مسجد کی صف بندی یکساں قابل احترام و عمل ہے کہ دونوں کے لئے خدائے بزرگ و برتر کا ارشاد موجود ہے، اور دونوں ہی کام مسلمانوں پر فرض کئے گئے ہیں اصل یہ ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے اعمال کی اوّل حیثیت یہ ہے کہ وہ خدائی فرمودات ہیں، اور اپنے مفاد و اثر کے لحاظ سے وہ جو درجہ رکھتے ہیں وہ ان کی ثانوی حیثیت ہے، اور اُن کا خدائی فرمودات ہونا ہی اُن کی روح اور اسپرٹ ہے۔

صحیح اسلامی زندگی کا نمونہ خود داعی اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، جو مسجد میں بیٹھ کر درس و فتوٰی دیتے تھے، میدان کارزار میں کھڑے ہو کر نمازیوں کی صفیں درست کرتے تھے، سینہ سپر ہو کر دشمنان دین و ملت کے حملوں کی مدافعت فرماتے تھے، خانۂ نبوت میں اہل و عیال کی خدمت انجام دیتے تھے، صحابہ کی خانگی و معاشرتی مصیبتوں کے دفع کرنے میں حصہ لیا کرتے تھے، یتیموں، بیواؤں، مریضوں اور مفلسوں کی مدد کیا کرتے تھے، لونڈیوں اور غلاموں کے کام آیا کرتے تھے۔

صحیح اسلامی زندگی تھی صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جو رسول اعظم اور انسان کامل سلام اللہ علیہ کے تربیت یافتہ تھے، جو نماز کے وقت نماز پڑھتے، مصیبت کے وقت خدا و رسولؐ کے لئے مصیبتیں اٹھاتے۔ جنہوں نے ہجرت کے وقت خاندان و وطن باغ و تجارت، عیش و راحت کسی چیز کی پروا نہیں کی، جو جہاد کے وقت جوان بیوی، کمسن بچے اور بوڑھے والدین کو خدا کے سپرد کرکے میدان جنگ میں چلے جاتے، اور خدا کی راہ میں دشمنوں کو مارتے اور اُن کے ہاتھ سے مارے جاتے، اور جب ان کاموں سے فارغ ہوتے تو صنعت و حرفت اور زراعت و تجارت کے کاموں میں مصروف رہتے، لیکن یاد الٰہی سے کسی حالت میں بھی غافل نہ ہوتے اور اُس وقت بھی اپنی اعلیٰ اسلامی خصوصیت کو قائم رکھتے جن پر خود خدائی شہادت ان لفظوں میں موجود ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (پ ۱۸، سورۂ نور)

ترجمہ:۔ "ایسے لوگ ہیں جن کو نہ خرید اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے اور نہ فروخت۔"

مسلمانوں اور مومنوں کے لئے وعدہ خداوندی ہے۔

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (پ۴، سورۂ آل عمران)
ترجمہ: "تم سست اور غمگین نہ ہو، اور تمہیں برتر رہوگے اگر تم
کامل مومن رہے۔"

کہاں ہے آج یہ وعدہ؟ پھر کیا یہ وعدہ غلط ہے،
لا واللہ "اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ" اصل یہ ہے کہ آج
وہ مومن کامل موجود ہی نہیں جن سے یہ وعدہ خداوندی متعلق ہے

کہتے ہیں لوگ ہائے مسلماں تباہ ہیں
ہم کہتے ہیں کہ ہائے مسلمان ہیں کہاں

جو لوگ کامل مسلمان تھے، صحیح اسلامی زندگی گذارتے
تھے، وعدہ ربانی کے مورد اور مستحق تھے، ان سے برابر یہ
وعدہ پورا ہوا اور اسے پورا ہونا تھا، اِنَّ اللّٰہَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ

یہ محض اعتقادی بات نہیں ہے، درحقیقت زندگی نام ہے
مختلف مراحل ومنازل اور نشیب وفراز کا، اس کو کامیابی سے
طے کرنے کے لئے ضرورت ہے موزوں اور مناسب اصول
واعمال کی اور جسے ہم اسلامی زندگی قرار دیتے ہیں، جسے ہم
خداوند قدس کی خوشنودی ورضا کے ماتحت زندگی کہتے ہیں،
جس کا دستور العمل قرآن مجید ہے، جس کی تشریح رسول اور صحابہ
رسول کی سیرت ہے۔ اس سے انسان میں لازمی طور پر ایسی
صلاحیت واہلیت پیدا ہوجاتی ہے جو انسان کو ہر معرکۂ حیات
میں فتحمند ہونے کے قابل بنادیتی ہے، اب اگر کوئی قوم اس
زندگی اور اس نظام عمل کی پوری پابند ہے تو اس کے کامل
نتائج واثرات سے بہرہ ور ہوگی اور اگر ناقص اور ادھوری
پیروی کرتی ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے فیوض وبرکات سے
پورے طور پر متمتع نہیں ہوسکتی، دنیا کی دوسری قومیں بھی اسلامی
اصول واعمال کی پیروی کر رہی ہیں اور اپنے حدود عمل کے
اندر کامیاب ہو رہی ہیں، اور مسلمان باوجود مسلمان ہونے کے
ناقص اسلامی زندگی گزار رہے ہیں اور اسلامی نظام حیات
کے پورے پابند نہیں ہیں اس لئے جس حد تک ان کو کامیاب
اور بہرہ ور ہونا چاہئے تھا اس سے محروم ہیں۔

قرآن مجید میں احکام خداوندی مذکور ہیں، اور اسلامی زندگی
کے اعمال بتائے گئے ہیں اور جابجا ان احکام واعمال کی
حکمت بھی بتائی گئی ہے، روزہ کی ظاہری صورت محض فاقہ کشی
ہے، لیکن جہاں اس کا حکم ہوتا ہے وہاں محض یہی نہیں فرمایا جاتا
چونکہ یہ خدا کا حکم ہے اس لئے اسے بجالاؤگے تو ثواب ہوگا۔
بلکہ اس کی حکمت بھی ظاہر فرمادی جاتی ہے کہ "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ"
"تاکہ تم متقی ہو جاؤ" حدیث شریف کی تصریحات وتشریحات
سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالی کو ہماری فاقہ کشی
منظور نہیں، وہ ہم میں اتقاء اور پرہیزگاری پیدا کرنے کیلئے
ہمیں روزے کا حکم دیتا ہے، کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ صحیح صورت
کے روزے سے انسان میں یہ خوبی پیدا نہیں ہوتی وہی غایت
قرآن پاک میں قربانی کی بتائی گئی ہے۔
لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۗؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ

التقویٰ (پ۱۷، سورۂ حج)

ترجمہ: "اللہ کے پاس نہ قربانی کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ اُس کا
خون لیکن اُسکے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔"

جہاد کے بارے میں فرمایا جاتا ہے کہ

جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ

"خدا کی راہ میں جہاد کرو تاکہ فلاح یاب ہو۔"

یہ بات محتاج تشریح نہیں ہے کہ دنیا میں جتنی قومیں عروج اقبال
کو پہنچیں وہ جہاد ہی کی بدولت پہنچیں اور آج بھی جتنی قومیں اعزاز
واقتدار سے ہم آغوش ہیں وہ جہاد ہی کے طفیل اگر جہاد کو میدان کارزار
اور شمشیر و سنان کے ساتھ خاص نہ کر دیجئے (اور نہ خاص کرنا صحیح ہے)
تو میں یہاں تک کہنے میں تامل نہیں کہ جہاد کے بغیر انسان ایک منٹ اپنے
محدود سے محدود دائرے کے اندر عزت کے ساتھ سانس بھی نہیں
لے سکتا۔ اکبر الہ آبادی مرحوم نے ایک شعر میں دنیا کی تاریخ کا خلاصہ
جہاد و ثمرۂ قربانی بیان کر دیا ہے، کہتے ہیں

جو دیکھی ہسٹری اس بات پر کامل یقیں آیا
جسے مرنا نہیں آیا اُسے جینا نہیں آیا

نماز بھی ہمارے اندر صلاحیت زندگی پیدا کرتی ہے، روزے سے بھی ہم
میں زندگی کی اہلیت پیدا ہوتی ہے۔ حج و زکوٰۃ سب میں روح حیات
پوشیدہ ہے، ہجرت و جہاد بھی ہمارے اندر انتہائی ناموافق اور سخت حالات
میں جیتے رہنے کا جذبہ پیدا کرتی ہے اور یہ درس دیتی ہے کہ

باغباں گر زخیابان تو بر کند آموز صورت سبزہ دگر بار دمیدن آموز

عزیزوں اور دوستوں سے حسن سلوک اور پڑوسیوں اور ہموطنوں کے
ساتھ رواداری بھی ہمیں زندگی بخشتی ہے اور ہم نہیں دنیا ہماری
زندگی کی تمنا کرتی ہے، عہد صحابہ کا واقعہ ہے، مسلمان شام میں عیسائیوں
سے جہاد کر رہے تھے، ایک شہر کے عیسائیوں نے مسلمانوں سے
معاہدۂ صلح کر لیا اور وہ جزیہ دیکر مسلمانوں کی حفاظت میں
آگئے، مسلمانوں کو جنگی ضرورت سے اس شہر کو چھوڑنا پڑا، اس وقت
مسلمانوں نے نمائندگان شہر کو بلا کر جزیہ کی تمام رقم واپس کر دی
اور کہا کہ ہم بحالت موجودہ تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے اس لئے
تمہاری رقم واپس ہے، اس دیانت اور ایمان داری کا عیسائیوں پر یہ
اثر ہوا کہ مسلمانوں کی روانگی کے وقت وہ روتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا تمہیں
پھر جلد واپس لائے۔

عہد صحابہ کے بہت عرصہ کے بعد جب شام دوبارہ عیسائیوں کے قبضہ میں
آگیا تھا، شام کے عیسائی باشندے خود اپنے ہم مذہب زائروں کو لوٹ لیا
کرتے تھے، اس کے بعد جب مسلمانوں نے شام کو عیسائیوں سے واپس
لے لیا تو وہ لگے عیسائی زائرین کی حفاظت کرنے، اس کا عیسائیوں پر
یہ اثر ہوا کہ کتنے عیسائی مسلمان ہو گئے، اس پر ایک مسیحی مورخ لکھتا
ہے کہ عیسائی رہزن تو صرف عیسائیوں کے مال و متاع کو لوٹ لیا کرتے
تھے مسلمانوں نے تو ان کے دین و ایمان ہی کو لوٹ لیا۔

یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری، غریبوں اور محتاجوں کی امداد سب
اسلامی حسن و صورت کے خدوخال ہیں، غرض اسلامی زندگی اس مکمل
اور صحیح انسانی زندگی کا نام ہے جو خدا کی رضا و خوشنودی کے تابع ہو۔

عورت

جیش شرافت۔ آلہ رحمت۔ پیکر عصمت
نازش عفت
عورت عورت

درد کی درماں۔شعلہ ایماں۔ جوشش یزداں
گھر کی زینت
عورت عورت

نور کا ماویٰ۔ ساز کا ملجا۔صبر کا پتلا
بوئے شرافت
عورت عورت

عالم مستی۔کیف کی بستی۔ عیش کی ہستی
ساز محبت
عورت عورت

رنگ حیا ہے۔ کیف وفا ہے۔ شان خدا ہے
عالم راحت
عورت عورت

حسن کی مورت۔ کامنی صورت۔ ساز مسرت
پریم کی دولت
عورت عورت

شان وفا میں۔ شرم وحیا میں۔ ناز و ادا میں
لے گئی سبقت
عورت عورت

پریم کا گلشن۔ نور کا مسکن
جوشش محبت
عورت عورت

طاقت والی۔ ہمت والی۔ جرارت والی
پتلہ رحمت
عورت عورت

تیرا فسانہ۔ سارا زمانہ۔ ہم نے مانا
نغمہ رحمت
عورت عورت

ساری دنیا۔ تیری شیدا۔ تیرا سراپا
عالم فطرت
عورت عورت

راز محبت
عورت عورت

ادؔو

زمانہ حال کی مستورات کو ورزش کی زیادہ ضرورت ہے

(از ایک خاتون)

بہ نسبت زمانہ سابق کے تعلیم میں ترقی ہے۔ مگر جسمانی ورزش جس پر صحت منحصر ہے اس پر کوئی بھی اتنا زور نہیں دیتا کہ جتنا ضروری ہے اور بغیر صحت کے دینی و دنیوی کام کوئی بھی پورا نہیں ہو سکتا وہ صحت ہی ہے جس کے بارے میں کسی نے کہا ہے تندرستی ہزار نعمت ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ صحت ورزش پر منحصر ہے اگر ہماری صحت اچھی نہیں ہے تو ہم نہ تو پوری طرح سے مذہبی فرض ادا کر سکتے ہیں اور نہ اپنے لئے یا اپنی قوم کے لئے کچھ کر سکتے ہیں بلکہ اپنے متعلقین کے لئے باعث رنج و تکلیف ہیں۔ ورزش نہ کرنے سے ہمارے اعضائے رئیسہ کمزور ہو جاتے ہیں۔ معدے کے کمزور ہونے سے ہماری عقل زوال پذیر ہوتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ورزش نہ کرنیکا اثر بد ہمارے جسم اور ذہن دونوں پر پڑ کر ہماری ہمت مردانہ و حوصلہ دلیرانہ جو تمام ترقیوں کا سرچشمہ ہے دونوں کو کمزور کرتا ہے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ زمانہ قدیم کے آدمی اکثر مضبوط قد آور قوی تندرست و توانا تھے لیکن آج کل جسمانی کمزوری اور ناتوانی کی ہر جگہ شکایت سنی جاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ ایک تو یہ صاف ظاہر ہے کہ ان کے پیشے ایسے تھے جن سے ان کی کافی ورزش ہو جاتی تھی لیکن شاید اس بات کا خیال کسی کو کم آیا ہو کہ اس زمانہ کی عورتوں کے تندرست و توانا ہونے کی وجہ سے وہ بچپن ہی سے مضبوط ہوتے تھے عورتیں بھی اس لئے مضبوط ہوتی تھیں کہ ان کے کام محنت و مشقت کے ہوتے تھے اور عورتیں اکثر بیکار نہیں رہتی تھیں لیکن کیا آج کل کی عورتیں بھی ویسی ہی مضبوط ہیں اور کیا آج کل کے مرد بھی عموماً ویسے ہی کام کرتے ہیں جن سے اُن کے اعضاء ورزش پائیں۔ اگر بہ نظر انصاف دیکھا جائے تو یہ دونوں باتیں آجکل نہیں ملتیں عورتیں ہیں کہ وہ عام طور پر کمزور دائم المرض ہیں کیونکہ ان کے کام اکثر سلائی وغیرہ کرنے کے ہیں۔ آدمیوں کے ان میں زیادہ لوگ نوشت و خواند میں مصروف رہتے اور اکثر بیٹھے کام کرتے ہیں۔ مثلاً طالب العلم، منشی وغیرہ اور کئی بیٹھے کام کرنے والے ہیں پہلی جماعت کو تو کچھ نہ کچھ ورزش کی طرف خیال ہو رہا ہے لیکن پہلی جماعت یعنی مستورات کی ورزش کی طرف نہ تو مرد اور نہ ہم خود توجہ کرتی ہیں۔ حالانکہ اگر دیکھا جائے تو ہم کو مردوں سے بھی زیادہ

ورزش کی ضرورت محسوس ہونی چاہئے کیونکہ ان کا بھی بچپن سے
زیادہ مضبوط ہوتا ہم ہی پر زیادہ منحصر ہے اگر ہم توانا ہیں
تو بچے بھی تندرست ہونگے ورنہ کمزور رہوں گے۔ مردوں کی
ورزش تو باہر چلنے پھرنے سے بھی کچھ نہ کچھ ہو جاتی ہے
لیکن مستورات جو کہ چار دیواری میں گھری رہتی ہیں انکو
کوئی موقع ایسا نہیں ملتا۔ مفصلہ بالا وجوہات سے
اتنا تو ضرور ظاہر ہے کہ قوم کی روحانی وجسمانی ترقی زیادہ
تر عورتوں کے مضبوط وتوانا ہونے پر منحصر ہے اور مضبوط
وتوانا صرف جسمانی ریاضت سے ہوسکتی ہیں پس غور
کیا جائے تو ہر پہلو سے مستورات کو ریاضت جسمانی کی
اشد ضرورت معلوم ہوتی ہے نیز زیادہ تر امیروں کی بیبیاں
ہی کمزور دائم المرض زرد رو اور اقسام کے امراض میں مبتلا
پائی جاتی ہیں۔ اگر انہیں کے خدمتگاروں کا اون سے
مقابلہ کیا جائے تو خدمتگاران کی بہ نسبت زیادہ مضبوط
طاقتور اور صحتمند ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ خدمتگار عورتیں ان کو
کام دھندوں میں لگی رہنے کی وجہ سے کافی ورزش ہوجاتی
ہے اور معزز بیبیاں دن بھر بیٹھے رہنے یا لیٹے رہنے
کے سوائے کوئی کام نہیں کرتیں ان کے نزدیک اپ
ہاتھ پاؤں ہلانا اور گھر کے کاموں میں نوکروں کا ہاتھ بٹانا
عیب میں داخل ہے۔

پس ان دونوں فریقوں کا مقابلہ کرنے سے بھی
پایا جاتا ہے کہ ورزش ہر شخص کو ضرور کرنا چاہئے یہ وہ
ضروری چیز ہے کہ جس کے نہ کرنے سے امیروں کے
آرام بھی تلخ ہو جاتے ہیں۔ نیز کسانوں کی مضبوط عورتوں
کے مقابلہ میں بھی ہم پردہ نشین بالکل سست وکمزور
ثابت ہوتی ہیں حالانکہ غذا ان کی معمولی ساگ پات
ہے اس کی بھی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ سخت مشقت
کے کام کرتی ہیں۔ مثلاً گیہوں پیسنا روٹی بیلنا کاتنا وغیرہ
جن سے ان کی کافی ورزش ہو جاتی ہے ان کے بچے
بھی ہمارے بچوں کی بہ نسبت زیادہ مضبوط توانا خوش اور
چالاک نظر آتے ہیں۔ گو وہ صبح سردی کے موسم میں ایک
کرتہ پہنے ننگے پاؤں کھیتوں میں شبنم پر چلتے ہیں تاہم تندرست
اور چاق وچوبند ہوتے ہیں ہمارے بچے ہیں کہ گرم کپڑوں سے
لدے ہوئے ہیں۔ سرد ہوا سے بچنے کے لئے ہر وقت انکی
دیکھ بھال ہو رہی ہے لیکن پھر بھی کبھی زکام اور بخار ہے
کبھی کھانسی وغیرہ۔ غرض کہ دائم المرض ہیں۔ حالانکہ
کسانوں کے بچے جو عموماً تندرست نظر آتے ہیں ان کیلئے
ہماری طرح سردی سے بچنے کے لئے کوئی کوشش نہیں
کیجاتی۔ وجہ کیا ہے کہ ہمارے بچے کسانوں کے بچوں کی
مانند مضبوط نہیں۔

فکر وغور کرنے سے خاصکر یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ
بچوں کے تندرست وتوانا ہونے میں ماں کی صحت کا

بڑا دخل ہے۔ اگر ماں صحیح وسالم و توانا ہے تو بچے بھی
عموماً مضبوط قوی پیدا ہوں گے اگر ماں کمزور ہو اس نے
اعضا نشو نما کامل نہ حاصل کرچکے ہوں تو اس کی اولاد
بھی کمزور و بیمار ہوگی کیونکہ ایک تو خلقتاً ہی کمزور
پھر جس ماں کا دودھ پینا پڑتا ہے وہ پہلے ہی سے
کمزور دائم المرض ہوتی ہے گویا اس کا دودھ بھی تمام
قسم کی کمزوریوں اور بیماریوں کا سرچشمہ ہے گو صاف
ہوا کا بھی صحت پر بہت عمدہ اثر پڑتا ہے جس سے
ہم پردہ نشین بالکل محروم ہیں لیکن ورزش جو ہمارے
اختیار میں ہے اس کی طرف ہم مطلق توجہ نہیں کرتے
جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دن بدن آیندہ نسلیں کمزور ہوتی
جاتی ہیں اور نیز پھیپھڑے کی بیماری اور دیگر امراض سینہ
میں بھی زیادہ عورتیں ہی مبتلا پائی جاتی ہیں اور
وقت سے پہلے اس موذی مرض کا شکار ہو جاتی ہیں۔
کیونکہ ورزش نہ کرنے سے ان کے پھیپھڑے کمزور
ہو جاتے ہیں ورزش کرنے سے پھیپھڑوں میں خون
زیادہ مقدار سے جانے لگتا ہے۔ دل کی حرکت اور
خون کی رفتار تیز ہو جاتی ہے دل بھی زیادہ قوت کے
ساتھ کام کرنے لگتا ہے۔ پھیپھڑے اور دوسرے
اعضائے جسم بڑی مستعدی سے کام کرنے لگجاتے ہیں۔
دماغ میں ایک خاص قسم کی مستعدی پائی جاتی ہے۔
فعل ہضم ترقی کرجاتا ہے۔ اور بدن کی ساری مشین کمال خوبی
کے ساتھ کام کرنے لگ جاتی ہے۔

ورزش وہ ضروری چیز ہے جس کے نہ کرنے سے بدن کا
ہر ایک حصہ نقصان عظیم پاتا ہے۔ انسان دن بدن سُست
ہوتا جاتا ہے کاہلی اس پر غالب آتی جاتی ہے۔ پہلے سستی
تھوڑی ہوتی ہے پھر جب خون میں فضلات ردیہ بکثرت
ہو جاتے ہیں تو سستی روز افزوں ترقی کرجاتی ہے۔

یہاں تک کہ وہ ایک جگہ بیٹھے رہنا یا لیٹے رہنا ہی پسند
کرتا ہے۔ ایسا کاہل آدمی نہ صرف دنیاوی نقصان اوٹھاتا
ہے بلکہ دینی اولوالعزمی اور ذوق شوق یاد الٰہی سے
بھی غافل ہو جاتا ہے۔ اور "خسر الدنیا والآخرۃ"
کا مصداق بنجاتا ہے۔ اگر ہم ورزش نہ کریں تو اس کا اثر ہمارے
دل اور ذہن دونوں ہی قبول کرتے ہیں اور وہ دونوں
اپنے اپنے فرض ادا کرنے سے قاصر ہو جاتے ہیں ایک اور
عجیب بات یہ ہے کہ جیسے آدمی ورزش کی طرف سے غفلت
کرتا جاتا ہے ویسے ہی اس پر سستی غالب ہو جانے کی وجہ سے
اس کی طرف سے نفرت زیادہ ہوتی ہے گویا وہ ایک ایسا
مرض بنجاتا ہے جو علاج سے گریزاں اور دوا سے نفور ہے
اور بدن کے اندر ایک قسم کا مواد جمع ہو جاتا ہے جس کو
سستی کا زہر کہہ سکتے ہیں زندہ دلی کافور ہو جاتی ہے اور
مزاج میں چڑ چڑاپن پیدا ہو جاتا ہے۔ ادنیٰ بات سے ناراضگی

جوش آجاتا ہے ادنیٰ ادنیٰ سبب غصہ کا محرک بنتا ہے دل
متفکر رہتا ہے۔ غذا جو آدمی کھاتا ہے پورے طور پر جزو بدن
نہیں بنتی اور غذا کا ایک حصہ بصورت چربی انسان کے بدن میں
جمع ہونے لگتا ہے۔ جس سے آدمی بے طرح موٹا ہو جاتا ہے۔
دیکھنے والا شاید یہ خیال کرے کہ ایسا فربہ اور تیار آدمی شاید بڑا
طاقتور ہوگا لیکن وہ بالکل بھدا اور کمزور ہو جاتا ہے نیز ایسا
لاچار ہوتا ہے کہ اس کو اپنے بدن کا اٹھانا بھی مشکل معلوم ہوتا
ہے۔ اور چونکہ عورتوں کے مزاج میں عموماً غصہ زیادہ پایا
جاتا ہے۔ شاید اس کی یہی وجہ ہو کہ ان کے سامان ورزش
جس میں کچھ دلچسپی بھی ہو۔ نہیں ہے۔ اکثر ان کے غصہ کا اثر
ان کے اولاد تک پہنچتا ہے پس وہ بھی نافرمان بدخو ہو جاتی
ہے۔ پس ہم عورتوں کو بہ نسبت مردوں کے ورزش کی زیادہ
ضرورت محسوس ہوتی ہے لیکن نہ تو قوم کے خیر خواہ ہماری
ورزش پر اتنا زور دیتے ہیں جتنا کہ ضروری ہے۔ اور نہ
ہم خود ہی ورزش کی طرف جتنی کے چاہئے اتنی توجہ
کرتی ہیں۔

جب تک عورتوں کی ورزش کے طرف خیال
نہ کیا جائیگا تو قوم جسمانی طاقت سے محض بے بہرہ رہیگی۔
اس لئے یہ ضرور ہے کہ ناظرین رسالہ انیس الغربا کوئی
خاص قسم کی ورزش تجویز کریں جس میں کچھ تھوڑی بہت
دلچسپی بھی ضرور ہو۔ گو خانہ داری کے کام اس قدر ہیں کہ
ان میں کافی ورزش ہو سکتی ہے مگر صبح سے شام تک انہیں
میں لگے رہنے سے طبیعت گھبرا جاتی ہے اور تعلیم حاصل
کرنے سے بھی محروم رہنا پڑتا ہے۔ بہتر ہوگا کہ ملائی ورزش
بلکہ فوجی ورزش شروع کرادی جائے۔ پھیک پٹا بنوٹ اسکے لئے
بہت موزوں ہیں۔ اگر صاحب توفیق اپنے کنبہ نیز محلہ وغیرہ کے لئے
ٹینس یا بیڈمنٹن کے کھیلنے کا عورتوں کے لئے بندوبست کردیں تو
کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ پردہ کا خاص انتظام ہو سکے۔ یا کسی
بہن کا گھر ہی فراغت کا ہو تو بیبیاں خود بھی وہاں ایسا بندوبست
کرسکتی ہیں۔ اس میں بہت سے فائدے ہیں ایک تو اکیلا رہنے
سے طبیعت میں ایک قسم کی وحشت پیدا ہو جاتی ہے دوسرے
چند معزز بیبیاں باہم ملکر کھیلیں تو ایک دوسرے کی صحت
سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں اور اپنے عیب ایک دوسرے سے ملکر
رفع کرسکتی ہیں۔ کیونکہ انسان انسان کا آئینہ ہے اور نیز ورزش
بھی ہو جائے گی اور جہاں یہ بندوبست نہیں ہو سکتا انکے لئے
سینڈو کے ایجاد کردہ ڈمبلوں کی ورزش بھی بہت فائدہ مند ہے
اگر باقاعدہ کی جائے۔ کیونکہ ان سے بھی بخوبی ورزش
ہو سکتی ہے۔ نیز وقت بھی زیادہ خرچ نہیں ہوتا اور
گھر کی چار دیواری میں ہم اسے بخوبی کرسکتے ہیں۔
اور علاوہ اس کے ناظرین انیس الغربا اپنی رائے سے
مطلع فرمادیں اور مہربانی فرما کر ہماری ورزش کی طرف
توجہ کریں جو ایک نہایت ضروری امر ہے۔ ورنہ آئندہ

نسلیں دن بدن کمزور' پست حوصلہ' بزدل' کم ہمت
ہوجاینگی اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ہمیشہ سے
دستور چلے آرہا ہے کہ جن قوموں نے ریاضت جسمانی
کو حقیر سمجھا قدرت نے ان کو یہ سزا دی کہ اُن کے
جسموں اور اُن کی نسلوں کو کمزور بزدل اور
بے حوصلہ بنا دیا اور غلامی کا طوق اُن کی گردنوں میں
ڈال دیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

چودھویں صدی ہجری کا مسلم

آج کل کے مسلمانوں کی حالت کیا ہے ؟

اس کا سطحی خاکہ مختصراً یہ ہے کہ وہ امور جن کا مذہب
سے کوئی تعلق نہیں۔ اُن پر جان دینا شہادت سمجھتے
ہیں۔ مگر جہاں اسلام کی حقیقت مٹی جارہی ہو اُس کے
متعلق کوئی زبان تک نہیں ہلاتا۔ اس وقت مسلمان
جس قدر تعلیم نبوی و اخلاق حمیدہ و اسوۂ حسنہ سے
بے بہرہ ہیں اور بدعت و شرک' کفر و نفاق مظالم
و معاصی میں گرفتار ہیں۔ اس کا بیان کرنا ضروری نہیں ہے
شر و فساد' جھوٹ' فریب' دغابازی' مکاری' حرامکاری
غرضکہ کون سی بُرائی ہے جو ہم میں نہیں ہے۔ پھر
طرۃ یہ کہ ہم اپنے کو اُس ذات گرامی صفات سے منسوب
کرتے ہیں جس کی بابت کہا گیا ہے۔

"كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن"

اُن کا خلق قرآن ہے (حضرت عائشہؓ)

جس کے اخلاق کی نسبت قرآن مجید ناطق ہے۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ۔

"تو ایک بلند اور برتر خلق پر ہے۔"

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيماً۔

"اور اللہ کا فضل عظیم تجھ پر بہت ہے۔"

پھر ہم کس مُنہ سے اپنے کو ایسی ذات سے وابستہ
کریں جن کے ہم پیرو نہیں ہیں۔ ہم کو دعوے ہے کہ
ہم مسلمان ہیں' لیکن ہمارے کام مسلمانوں کے
نہیں۔

"یہ اسلام نہیں مٹ رہا ہے بلکہ وہ مسلمان مٹ رہے
ہیں جنہوں نے اپنے کو سچے خادمان اسلام کے زمرے
میں لکھے جانے کے قابل نہیں رکھا۔ اسلام لازوال
ہے' غیر فانی ہے۔ اسلام حقیقت الٰہی ہے' جس کو
زمانہ نہیں میٹ سکتا۔"

پس ایسی حالت میں ہم کو کیا کرنا چاہیئے۔ کیا مسلمانوں کی حالت ناقابل علاج ہے؟ نہیں آج بھی وہی اسوۂ حسنہ موجود ہے۔ ہمارے مقدس رسولؐ کے حالاتِ زندگی محفوظ ہیں۔ آپ کے ملفوظات واحادیث منضبط ہیں۔ قرآن حکیم ہماری رہنمائی کرنے کو تیار ہے، صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تصریحات پیش نظر ہیں۔ پھر کیوں ہم مایوس ہوں، ہمارے مذہب میں مایوسی کفر ہے، پھر کیوں نہیں، ہاں امت محمدیؐ کے جان نثارو! غلامان احمدیؐ کے فدائیو! اٹھو اور قول سے زیادہ عمل کرکے دکھاؤ۔ مسلمان کی دونوں حیثیتوں کو مطمح نظر بنالو، کفر و نفاق کی جڑکو اپنے دلوں سے نکال کے پھینک دو، بدعت و شرک کے لئے رسم و رواج کے پابند نہ بنو، خدا کے علاوہ کسی کو مالک نہ بناؤ۔ یہ سر جھکے تو اسی کے آگے، اسلام کے سچے ایمان لانے والے بنو۔ اسوۂ حسنہ کی تقلید کرو۔ رحم وکرم، صدق وصفا، جود وسخا، شجاعت وحمایت دین کی سچی مثال قایم کرو، سچائی پر جان دو، جھوٹ، فریب، دغا، حرامکاری سے بچو۔ امر معروف ونہی منکر اپنا شعار بنالو، اعلائے کلمۃ الحق کرو۔ اسلام کا ہر فرد بجائے خود ایک مشنری کی حیثیت رکھتا ہے۔ کسی خاص جمعیت تک تبلیغ کو منحصر نہ سمجھو۔ مگر یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ تمہارے اعمال اچھے ہوں، جب کہ ہماری حالت سلمانوں کی سی ہو۔ یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ یہی آپ کا اسوۂ حسنہ ہے یہی آپ کے اخلاق تھے۔

قرآن کو رہنما بنا کر اپنے اخلاق واعمال درست کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ یہ دن صرف اس لئے نہیں ہے کہ محفل میلاد منعقد ہو، جس میں غیر معتبر حالات، فرضی قصے، مصنوعی معجزے بیان ہوں۔ یا جس میں ٹھمری، ٹھپہ، غزل گائی جائے بلکہ ایسی مجلسیں منعقد کی جائیں جن میں رسول اللہ صلعم کے سچے حالات معتبر روایات سے بیان ہوں۔ اس سے بڑھ کر ہماری حیات قومی کیلئے کوئی ممد ومعاون ہو ہی نہیں سکتا۔

پس درود نامحدود ہو اُس ذات اقدس پر جس نے دنیا کو تاریکی وگمراہی سے نکال کر صحیح اور سیدھی راہ دکھائی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

پاؤں پھیلانے سے پہلے اپنی چادر دیکھ لے

(از ابوالاعجاز آزل)

خرچ کرنا ہو تو کچھ کیسہ میں بھی زر دیکھ لے
پاؤں پھیلانے سے پہلے اپنی چادر دیکھ لے

بے ضرورت ایک پیسہ بھی نہ ہاتھوں سے نکال
وقت پر کام آئے گا یہ پاس رکھ کر دیکھ لے

بے زری جیسی نہیں زیر فلک کوئی بلا
حال کیا ہوتا ہے ہر مفلس کا ابتر دیکھ لے

مال کی کثرت اگر منظور ہو خیرات کر
ایک کے دنیا میں دس عقبیٰ میں ستر دیکھ لے

اس کا لینا بھی برا ہے اس کا دینا بھی عذاب
سود لیکر آزمائے سود دے کر دیکھ لے

زندگانی آدمی کی اس سے ہو جاتی ہے تلخ
جو نہ مانے قرض کے پھندے میں پھنس کر دیکھ لے

سیکھ ہر حالت میں رہ کر تو قناعت کے اصول
تنگدستی میں بھی وا ہے پھر عیش کا در دیکھ لے

بار غم سے بیٹھ جائے کیوں نہ دل مقروض کا
قرض خواہوں کو کھڑا ہر دم جو در پر دیکھ لے

تجھ کو ہو شادی رچانی بیٹا بیٹی کی اگر
بک نہ جائیں گھر کے برتن گھر کا زیور دیکھ لے

بھول کر بھی ہو نہ پابند رسومات قدیم
ہو گئے مفلس کئی اس سے تونگر دیکھ لے

بخل اچھا ہے نہ بے جا خرچ اچھا ہے ازل
درمیانی چال رکھ راحت کا منظر دیکھ لے

لطیفہ

شہنشاہ اکبر نے ایک روز ایک خواجہ سرا سے دریافت کیا کہ ناف زمین کہاں ہے۔ آسمان پر کتنے ستارے ہیں۔ دنیا میں مرد زیادہ ہیں یا عورتیں؟۔

اس نے کہا "ٹھیرئے حاضر ہوتا ہوں" تھوڑی دیر بعد اس نے واپس آکر ایک مینڈھا بادشاہی تخت کے پایہ سے باندھ دیا اور عرض کیا کہ اس مینڈھے کے جسم پر جتنے بال ہیں اتنے ہی ستارے ہیں شمار کرا لیجئے۔ اور جس پایہ سے یہ بندھا ہوا ہے وہ زمین کا بیچ ہے۔ جسے شک ہو ناپ لے' اور دنیا کے سب خواجہ سرا مار ڈالے جائیں تب عورتوں اور مردوں کا شمار ٹھیک ہوگا۔" بادشاہ بہت خوش ہوا۔

نذرِ عقیدت

بتقریب ورود مسعود حضرت بندگانِ عالی خلد اللہ تعالیٰ ملکہٗ و سلطنتہٗ بہ یتیم خانۂ انیس الغربا

سلطان یتیم دوست و شہنشاہ یتیم پرور حضرت بندگانِ اقدس نے یتیم خانہ انیس الغربا کے کلبۂ احزان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور فرمانے کے ساتھ ساتھ اس کے حالات، طریقۂ تعلیم اور انتظام پر "بسیار محظوظ شدم" کے جان بخش و روح پرور الفاظ سے اظہار خوشنودی کا جو فرمان رحمت نشان ایک خوشنما فریم میں یتیم خانہ کو روانہ فرمایا۔ اوس کا اظہار و تشکر و امتنان میں یتیم خانہ میں جلسہ دعائیہ کیا گیا جس میں بندگانِ اقدس کی سلامتی و ازدیاد جاہ و جلال و عطائے صاحبزادہ بلند اقبال کے لئے جملہ معصومین نے والہانہ دعائیں مانگیں۔ اس کے بعد یتیم خانہ کے اسٹاف نے معتمد صاحب کو اس شاہی سرفرازی کی مبارکباد دیتے ہوے نہایت خلوص و محبت کے ساتھ پھول پہنائے اور جملہ یتیموں کو مٹھائی کھلائی۔ یتیم خانہ کے صدر مدرس شعبہ تجوید مولوی قاری شیخ سالم صاحب نے اسٹاف کی طرف سے ایک سپاسنامہ پڑھا جو حسب ذیل ہدیہ قارئیں کیا جاتا ہے۔ جس کے جواب میں معتمد صاحب نے یتامٰی کی خدمتگذاری کی اہمیت اور اس کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالتے ہوے کہا کہ اس مبارکباد کا مستحق نہ صرف میں اکیلا ہوں بلکہ جملہ کارپردازان یتیم خانہ بہ حصہ غالب شریک ہیں۔ اون سب کا میں دلی شکریہ ادا کرتا ہوں جن کے تعاون کی وجہ سے یتیم خانہ کو آج یہ مبارک دن دیکھنا نصیب ہوا۔

آئے ہیں انیس الغربا میں ناگاہ		**عثمان علیخان** بہادر ذی جاہ
آتش سی حسد کی ہیں سب اعدا فی النار		خوش بدر سما کے احباب ہیں یا اللہ

دیگر

یہ بدر سما کا گھر ہے آئیں یارب خدیو ذی احتشام آئے		کہ خانۂ مور میں سلیمان بصد ہزار احترام آئے
بجے ہیں ہر سمت شادیانے ہر ایک جانب ہیں یہ ترانے		یتیم خانہ میں شاہ آئے لے بدر ماہ تمام آئے

نظر برآں! اس مسرت اور خوشی میں ہم کارکنان یتیم خانہ عالیجناب معتمد صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں ادب با پُرخلوص مبارکباد پیش کرتے ہوئے درگاہ رب العزت میں دست بدعا ہیں کہ یا قاضی الحاجات ہمارے یتیم خانہ کو ہمارے معتمد صاحب قبلہ کے ظل عاطفت میں تا ابد قائم رکھ اور ہمارے بادشاہ ذیجاہ **سلطان العلوم** کے عمر و اقبال میں ترقی عطا فرما۔ آمین یا رب العالمین۔

آیا جو غریبوں کا انیس و سرتاج		نابینا یتیموں کی ہوئی ہے معراج
ہم سب کی دعا ہے دل سے یہ صبح و مسا		قائم رہے بدر کا الٰہی یہ راج

بحمداللہ یتیم خانہ انیس الغربا عرصہ (۱۶) سال سے حسن حسن و خوبی اور سکون کیساتھ اپنے باعظمت و جبروت کاروبار او رقوم کی اصلاح کے جانب جس جادۂ ترقی پر گامزن ہوا ہے وہ نہ صرف بلدہ حیدرآباد دکن میں بلکہ ملک ہند کے ہر چپہ چپہ میں اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے اسی وجہ سے قوم کے اولوالعزم مصلحین نے اسکے محاسن عمل کا معترفانہ اظہار کیا ہے یہ سب ہمارے معتمد صاحب قبلے کے حسن کارگذاری و بیدار مغزی اور داخدہ دماغی کا نتیجہ ہے

خدائے قدوس کا لاکھ لاکھ بلکہ کروڑ۔ کروڑ شکر و احسان ہے کہ ہمارے بادشاہ ظل اللہ خلد اللہ ملکہ نے اس یتیم خانہ انیس الغربا میں بنفس نفیس تشریف لاکر معائنہ فرمانیکے بعد شاہان عالم کیلئے یتامی نوازی و یتیم پرسی کی ایک درخشاں نظیر قائم فرمائی اور صاحبان جاہ و ثروت کو ایک سبق عبرت دیا اور انکے دُکھ درد میں عملی شرکت سے حصہ لینے اور یتیم خانہ کے حالات انتظامی و تعلیمی سے بہت کچھ محظوظ ہونیکا اظہار نہ صرف بذریعہ اخبارات فرمایا بلکہ اس مبارک تحریر کو نہایت اہتمام سے یتیم خانہ ہذا کو بھی سرفراز کیا جسکی وجہ یتیم خانہ ہذا کی حسن کارگذاری میں چار چاند لگ گئے ولنعم ما قیل۔

ایتام کے گھر میں فصل پیاری آئی — پھولوں میں بسی باد بہاری آئی

اے بخت رسا مبارک ہو یہ غل ہر جا ہے — عثمان علیخاں کی سواری آئی

منجانب اسٹاف یتیم خانہ

شفاخانہ سعادت منزل

کے

مجرّب ادویات

۱۔ **جذام کوڑدق** ۔ جملہ امراض خبیثہ کا نہایت مجرب علاج کیا جاتا ہے قوت باہ کے لئے داخلی وخارجی بیش قیمت ادویہ **وسل جنون** ۔ تیار کئے گئے ہیں مستورات اور چھوٹے اور بچوں کے لئے علاج میں خاص سہولت رکھی گئی ہے اضلاع کیلئے خصوصیت سے سہولت کا انتظام کیا گیا ہے کہ خط آتے ہی فوراً جواب دیا جاتا ہے۔ باہر کے احباب (۵ر) کے ٹکٹ روانہ فرماکر ادویات طلب فرمالیں۔ اوقات مطب صبح (۷) بجے سے (۹) بجے صبح تک شفاخانہ سعادت منزل روبرو نخاس جوک ایسال شاہ علی بنڈہ۔ پھر ساڑھے نو بجے صبح سے رات کے آٹھ بجے تک (شاخ) شفاخانہ روبرو مسجد پتھر گٹی قریب جنگشن بس مچھلی کمان۔

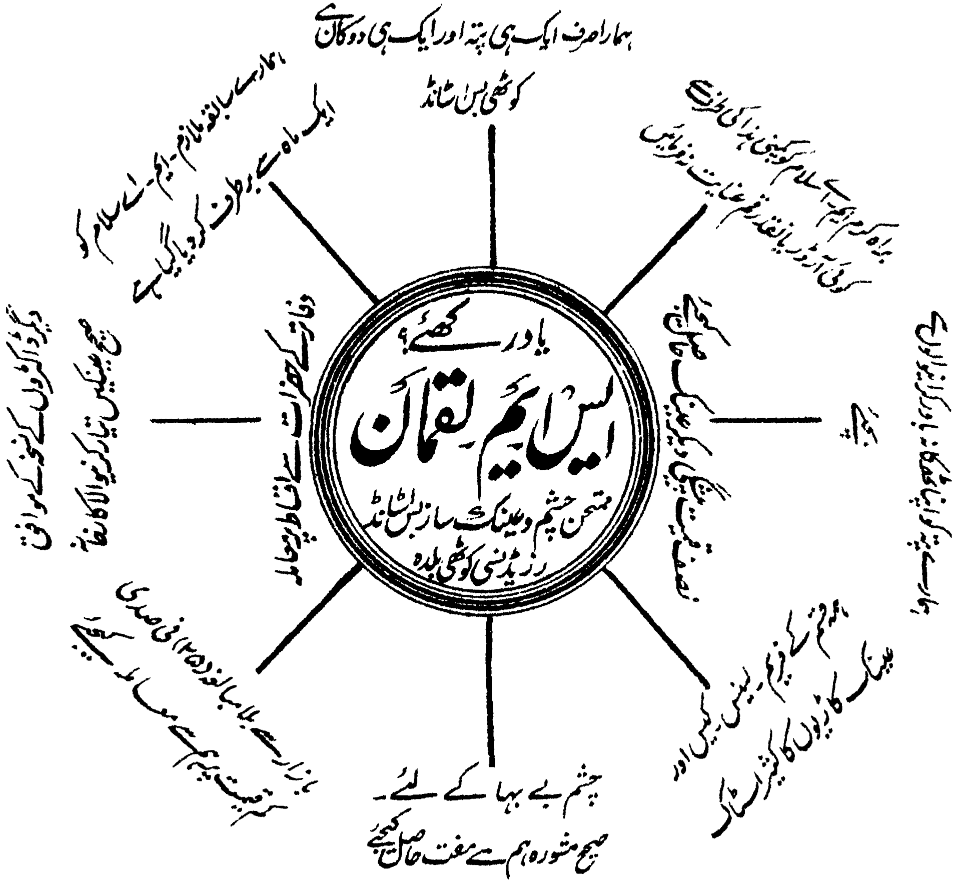
۲۔ **طلائے نادرشاہی** ۔ برقی قوت والا اکمل خارجی علاج نہایت سریع التاثیر بے ضرر اور سہل الاستعمال قطعی مایوسی کی حالت میں بھی سفت حاصل کرکے تجربہ کیجیئے۔ از کار رفتہ کمزور نوجوان وضعیف ہر دو کیلئے یکساں مفید ہے قیمت فی شیشی خورد (عہ) کلاں (عا)۔ اضلاع کے اصحاب کو ہر قسم کی ادویہ اور طبی امداد بعجلت بہم پہونچانیکے لئے شفاخانہ میں جدید انتظامات کئے گئے ہیں۔ ضرورت کے وقت مفصل حالات کے ساتھ (۵ر) کے ٹکٹ بھیجئے۔

۳۔ **پایوریا** دانتونکی جملہ خرابیوں کا مجرب حکمی علاج۔ دنیا کے تمام اطبا و ڈاکٹر و ایورویدک ہیومیوپیتک معالجین کا یہ متفقہ تجربہ وفیصلہ ہے کہ دانتوں کی خرابی سے جملہ امراض جسمانی پیدا ہوتے ہیں۔ ہمارا رجسٹرڈ طلسمی علاج بفضل خدا دانتونکے جملہ خرابیونکو دور کرکے پایوریہ کا خاتمہ کردیتا ہے۔ مقامی مریض صبح نہار باسی منہ آجائیں مستورات کا علاج مستورات ہی کرتے ہیں۔ اضلاع کے مریض خرچ پارسل کیلئے ۵ر کے ٹکٹ بھیجکر اصل طلسمی منجن قیمتی ایکروپیہ منگوالیں۔

۴۔ **تجدید شباب** یعنی حب اکسیر البدن جسمانی طاقت کی گولیوں کا استعمال کرکے جوانی کے بھولے ہوئے افسانہ کو پھر دہرا سکتے ہیں ہزارہا دفعہ کے تجربہ نے اسکو اچھی طرح ثابت کردیا ہے کہ صرف اکسیر البدن ہی وہ دوا ہے جس کو انتہائی مایوسی کے عالم میں بھی امید کی شعاع کہا جاسکتا ہے۔ اسکے استعمال سے صدہا اصحاب نے اپنے وزن میں زیادتی اور جسم میں غیر معمولی طاقت محسوس کی ہے۔ نمونہ مفت حاصل کیجیئے قیمت ۳۰ گولیوں کی (للعہ) اضلاع کے احباب خرچ ڈاک کے لئے ۵ر کے ٹکٹ بھیجکر دوا طلب کریں۔

مینجر شفاخانہ زبدۃ الحکما عالیجناب حکیم میر سعادت علی صاحب معالج امراض کہنہ

آپ کو دھوکا ہوا؟



از منیجر کارخانہ ایس ایم لقمان ممتحن چشم و عینک ساز

رزیڈنسی کوٹھی۔ بس اشانڈ۔ سلطان بازار بلدہ

یتیموں کی اپیل برائے خریدی رسالہ

ماہنامہ انیس الغربا، کوئی شخصی یا تجارتی رسالہ نہیں ہے۔ یہ محض یتیموں کی حمایت میں جاری ہوا ہے لاہور کے بعد عروس البلاد حیدرآباد فرخندہ بنیاد دوسرا شہر ہے جس کو یتیموں کے لیے اُردو "آرگن" کی اجرائی کا طرۂ امتیاز حاصل ہے۔ بمقابل دوسرے جرائد کے اس کی امداد اور اس کی خریداری غالباً ناقابل ترجیح نہ ہوگی۔ اولین فرصت میں آپ غور فرمائیں کہ کس طرح آپ یتیموں کا عالمگیر احساس پیدا کرنے میں کار ہاتھ بٹا سکتے ہیں۔ اس کی شدید ضرورت آپ پر ظاہر ہوئے بغیر نہ رہے گی اگر آپ کسی لمحہ فرصت میں ایسے رسائل کی ضرورت پر تھوڑی دیر غور فرمائیں۔ یاد رہے اس کی خریداری میں یتیموں کی پرورش ہے۔ سال میں ایک یا دو روپیہ جو اس کا چندہ ہے آپ کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ رسالہ ہذا اسی توقع پر عالی ملاحظہ میں گذرانا جا رہا ہے اُمید کہ خریداری منظور کرکے یتیم نوازی فرمائی جائے گی

شرح چندہ

۱۔ معاونین یتیم خانہ سے سالانہ (عـــہ) روپیہ مع چرم قربانی ششماہی ۸/ سہ ماہی ۴/

۲۔ طلبۂ و طالبات مدارس سے سالانہ (عـــہ) " " " " " " " "

۳۔ دیگر اشخاص سے سالانہ (عـــا) " " " " " " " "

۴۔ انجمنوں اور کتب خانوں کو مفت اس موقع پر کہ اُونکے معزز اپنی اپنی چرم قربانی سے یتیموں کی مدد فرمائینگے

قواعد

ف۔ ماہنامہ "انیس الغربا" ماہ ہلالی کے اوائل میں شائع ہوتا ہے۔

ف۔ معاونین و جدید خریدار صاحبین تحریری فرمائش روانہ فرمائیں ورنہ عدم ترسیل رسالہ کی شکایت معاف رہیگا

ف۔ ہماری دو کانوں پر کم از کم دس روپیہ کا آرڈر دینے والے حضرات کو رسالہ ہذا ایک سال تک مفت روانہ کیا جائیگا۔

ف۔ دو خریدار پیدا کرنے والے حضرات کو بھی رسالہ ہذا ایک سال تک مفت روانہ کیا جائیگا۔

ف۔ جو صاحب کم از کم پانچ چرم قربانی روانہ فرمائیں تو ان کو ایک سال تک رسالہ مفت بھیجا جائیگا۔

یتیمونکی اپیل برائے اشتہارات

یتیم خانہ ہذا پندرہ سال سے قائم ہے اور اس وقت دو سو لڑکے اور لڑکیاں زیر پرورش ہیں۔ بلا امداد سرکاری محض پبلک کی اجتماعی قوت سے ونیز امراء و جاگیرداران و عہدہ داروں کی خاص ہمدردیوں سے کام ایک اچھے پیمانہ پر چل نکلا ہے یتیم خانہ کے مختلف کارخانوں کی وجہ سے بھی خاص و عام میں اس کی اچھی خاصی شہرت ہے۔ بمقاصد یتیم خانہ کے تحت رسالہ ہذا ہر مہینہ ہزار اور دو ہزار کی درمیانی تعداد میں تقریباً مفت تقسیم کیا جاتا ہے اس کی آمدنی چونکہ یتیم معصوموں کی ضرورتوں پر صرف کی جاتی ہے اس لئے یہ رسالہ دیگر شخصی و تجارتی رسالوں سے زیادہ ہر دلعزیز اور زیادہ دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے۔ لہذا اس کے اشتہار سینکڑوں ہزاروں ہاتھوں میں جاتے ہیں اور بیحد تشہیر کا باعث ہوتے ہیں۔ اس میں اشتہار دینے سے تشہیر کے کامیاب اور تجارت کے فروغ پانے کے علاوہ اس سے یتیموں کو جو امداد ملے گی اور اس ثواب سے آپ کی تجارت میں منجانب اللہ جو برکت ہوگی اس کو خدائے پاک ہی بہتر جانتا ہے۔

آپ چونکہ روشن خیال ہیں اُصول تجارت و اُصول اشتہار سے واقف اور یتیموں سے بھی خاص ہمدردی رکھتے ہیں۔ اس لئے آپ سے خاص طور پر اشتہار کی استدعا کرنی بے موقع نہ ہوگا۔ لہذا قوی توقع ہے کہ آپ صرف تشہیر کے خیال ہی سے نہیں بلکہ یتیموں کی پرورش کا لحاظ فرماکر اشتہار کا آرڈر ضرور دیں گے

ماہران فن اشتہار کی رائے ہے کہ ماہانہ رسالہ جات کے اشتہار چونکہ ایک ماہ تک مطالعہ میں رہتے ہیں۔ اس لئے ان کا ایک اشتہار ہفتہ وار اخبار کے چار اور روزانہ اخبار کے تیس اشتہاروں کا کام دیتا ہے۔ لہذا کیا بلحاظ کفایت کیا بلحاظ ثواب یتیم خانہ کا رسالہ زیادہ ترجیح کے قابل ہے۔

نوٹ:۔ اس نرخنامہ کی رعایت سے وہی مشتہرین فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو اُجرت پیشگی مرحمت فرمائیں۔

نرخنامہ اشتہارات

مدت	پورا صفحہ	نصف	ربع	آٹھواں حصہ	مدت	پورا صفحہ	نصف	ربع	آٹھواں حصہ
ماہانہ	صمہ	عالہ ۸ر	عہ ۸ر	۱۰ار	شش ماہی	عسہ	عسہ	صہ	عال ۸ر
سہ ماہی	ع عسہ	لے	سے	عہ ۸ر	سالانہ	سہ	دعہ	۸ہجر	۱۴ ے ار

مطبع برقی اعظم جاہی شاہ علی بنڈہ سے طبع ہو کر یتیم خانہ انیس الغربا حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔ طبعات ۱۲۰۰ جلد

(۸۹) رجسٹری شدہ ٹپہ سرکار عالی (۸۹)



طریقت بجز خدمتِ خلق نیست ۔ بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

ماہنامہ

انیس الغربا

(۵۵ ۱۴)

پیار کرکے اپنے بچوں کو ادھر بھی تاکئے ۔ الحذر دنیا میں آزادِ یتیمی الحذر

(مدیر)

خواجہ بدرالدین

خادم

مردانہ و زنانہ یتیم خانہ انیس الغربا نامپلی حیدرآباد دکن

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا
ہم کیا ہیں جو کام ہم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے
جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

مردانہ وزنانہ یتیم خانہ انیس الغرباء (قیام [illegible])

ہمارا نصب العین

پبلک میں رفاہی کاموں کی صلاحیت پیدا کرنا۔ عمل سے دور اور معاوضے کے تصور پا توں آشنا ہوں کو عملیت سے مانوس کرنا۔ پبلک میں جذبہ نیک احساس پیدا کرنے کی خوبیات کی تنظیم کرنی

عمومیات یتیم خانہ

اردو کی ابتدائی تعلیم حساب کتاب صنعت و حرفت کی تعلیم خیاطی فرنیچر سازی دستکاری بید بافی مولانا ہنگامی واصلاح سازی کی تعلیم ہے

دو کانات یتیم خانہ - جہاں کام آرڈروں پر لیا جاتا ہے اور دفاتر سرکاری کے آرڈر بھی تکمیل کئے جاتے ہیں

خصوصیات (ھذا من فضل ربی) یتیم خانہ

مردانہ وزنانہ مذہبی خاص علمی تعلیم۔ لڑکوں کے حفظ کی جماعت۔ دکن میں لڑکیوں کے حفظ کی واحد تعلیم گاہ۔ لڑکیوں کی خالص اسلامی تعلیم و تربیت کے ساتھ پرورش و پرداخت۔ دکن میں یتیم و بیبس لڑکیوں کی واحد شادی گاہ۔ دکن میں نابیناؤں کے نوشت و خواند کی تعلیم کی واحد درسگاہ۔ نابیناؤں کی بید بافی کی تعلیم کا واحد مقام۔ نومسلمین و نومسلمات کی خالص اسلامی تعلیم کا واحد قیام گاہ۔ جو لڑکے بوجہ ناداری انگریزی سلسلہ تعلیم کو جاری نہیں رکھ سکتے۔ دکن میں انکے میٹرک ایف اے۔ بی اے وغیرہ کی تعلیم و طعام کے انتظام کا واحد قیام گاہ

باشندگان اضلاع کی مذہبی ناواقفیت کے مدنظر خدمات شرعیہ کی خاص تعلیم

بقول - مولانا سید سلیمان صاحب ندوی - ملک کے طول و عرض میں اکثر یتیم خانوں کو پرورش گاہ دیکھا لیکن اسکو پرورش گاہ کے علاوہ تربیت گاہ پایا جو انکی خاص خصوصیت ہے

بقول - مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی - میں نے آج تک کسی یتیم خانہ میں اچھا اور مدرسہ کو یکجا مجتمع نہیں دیکھا جو یہاں دیکھا۔ جی چاہتا ہے کہ جو بچے یہاں تعلیم پا رہے ہیں [illegible]

بقول - مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی - میں مسلمانوں کے قومی کاموں سے بددل ہو چکا ہوں لیکن اسکو مسلمانوں کے ہمت ثانی کا موں میں پایا جہاں خلوص و حسن تدبر کا کام رہا ہے

بقول - مولانا حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی - اگر مخلصین بیعت قبول کرتے ہوتے تو میں مولانا محمد بدرالدین صاحب سے بیعت کر لیتا اور ان سے اس کام کا طریقہ سیکھ لیتا۔

آپ

یتیم خانہ کی کارگزاری کی ضمانت اس سے بڑھ کر اور کیا چاہتے ہیں جبکہ وہ بلا سرپرستی احد ے صرف پبلک کے امداد پر محض توکل علی اللہ کام کر رہا ہے

ماہنامہ انیس الغرباء ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین بابتہ ماہ شوال المکرم ۱۳۵۶ ہجری

جلد ۔ شمارہ ۱۰

تمت

چودھویں صدی کے مسلمان کی عید

سیماب اکبرآبادی

اے مسلماں، اے خرابِ نشۂ نام و نمود
ہوچکا مسرور مفروضات روزِ عید سے

تو لباسِ نو پہن کر خوب اِتراتا پھرا
سانپ لہراتا ہو جیسے کھال کی تجدید سے

صبح کھانے اور پینے میں رہا مصروف تو
اپنا معدہ صاف کرکے مسہل و تبرید سے

شام کو تھا حسنِ آوارہ ترا کیفِ نظر
تھیں عیاں بدمستیاں تیرے مذاقِ دید سے

تو رہا خوش قامتوں سے خوب دن بھر ہمکنار
بوالہوس کی طرح حظِ نفس کی امید سے

الغرض یہ عید تھی تیری بمقدارِ ہوس
ہے ترا انجام ظاہر اس تری تمہید سے

کیا ترے دل میں ذرا بھی الفتِ اسلام تھی؟
کیا تجھے کچھ واسطہ تھا جذبۂ توحید سے؟

کیا یتیموں کا الم تیری خوشی میں تھا شریک؟
تیرگی نازل تھی تجھ پر مطلعِ خورشید سے؟

کیا ترا اسراف تیری جیب کا ممنون تھا؟
کیا تو خوش تھا اپنے دل کی واقعی تنقید سے؟

سچ بتا کیا مائل احساس تھا تیرا ضمیر؟
ملت اسلام کی تہدید یا تحدید سے

اپنی "عیدِ ظاہری" پر اک نگاہِ فکر و غور!
عذرِ بے معنی نہ کر، تاویل اور تردید سے

آگ پھیلے گی نہ کیا تیرے بُرے اعمال کی؟
تیری نسلیں کیا نہ بگڑیں گی تری تقلید سے؟

سیماب

زندہ ایمان کیا ہے؟

مولوی محمد عمر خاں صاحب

زندہ ایمان ایک نور ہے کہ جب اللہ دل میں اس کو ڈال دیتا ہے تو انسان ایک قسم کی نئی زندگی پاتا ہے۔ اس کو صاف معلوم ہوتا ہے کہ میں اس کے پہلے مردہ تھا اور محض حیوان کی سی زندگی بسر کرتا تھا۔ زندہ ایمان کے حاصل ہونے سے غرور اور شیخی ہوا ہو جاتی ہے انسان انکساری کا پیارا زیور پہن لیتا ہے۔ زندہ ایمان والا اپنی برائیوں کو صاف دیکھنے لگتا ہے۔ اور برائیوں کے دفع کرنے میں جیسا پہلے اپنے کو کمزور پاتا تھا ویسا ہی اب اپنے کو زور آور دیکھتا ہے اُس کی عبادت جو پہلے دکھاوے کی ہوتی تھی اب نہایت سچی اور خالص ہوتی ہے زندہ ایمان والا خدا کے حاضر و ناظر ہونے کو عقلی طور پر نہیں مانتا ہے۔ بلکہ وہ ہر جگہ اور ہر وقت اپنے کو ایک زندہ خدا سے گھرا ہوا پاتا ہے۔ وہ اس حضوری کو ویسا ہی حس کرتا ہے۔ جیسا کہ ہم آفتاب کی روشنی کو حس کرتے ہیں۔ اس کو خدا کبھی غیر حاضر نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ وہ جدھر منہ پھیرتا ہے اسی طرف اس کے نور کو منور پاتا ہے۔ اُس کو موت ڈراونی نہیں معلوم ہوتی وہ مرنے سے ہرگز نہیں ڈرتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ موت کی گھڑی جو مقرر ہے وہ ٹلتی نہیں۔ اور اس لئے وہ بڑا بہادر ہے۔ اگر وہ جنگ کے میدان میں ہو تو نہ توپ سے ڈرے اور نہ گولے سے اس کا تعلق بلاواسطہ خدا سے ہوتا ہے۔ اُس کو یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ فلاں شخص میری مدد کرتا ہے۔ دنیا کے وسیلوں کی زنجیریں اس کی نظروں سے غائب ہو جاتی ہیں۔ وہ سمجھتا ہے کہ میرے کل کاروبار سدھارنے والا خود خدا ہی ہے اگر اس کو کہیں سے روپیہ ملیں تو وہ سمجھتا ہے کہ خود خدا نے مجھ کو روپیہ دئے وہ کسی سے رنجیدہ نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ کسی کو خدا کے سوا قدرت والا نہیں سمجھتا۔ وہ کہتا ہے کہ کسی کی کیا مجال ہے کہ مجھ کو ضرر پہونچا دے جب تک میرا مالک اسکو اجازت نہ دے۔

فلسفہ جاننے والے جو علتوں کے جال میں

پھنسے ہوئے ہیں۔ اُس سے تو اُس کو نجات ملجاتی ہے۔

فلسفی سمجھتا ہے کہ پانی اس لئے برستا ہے کہ زمین سے ابخرے اٹھ کر اوپر جاتے ہین اور سردی پاکر جم جاتے ہیں۔ اور پھر گرم ہوا لگنے سے پانی ہو کر برستے ہیں لیکن زندہ ایمان والے کی آنکھوں میں اتنی علتوں کی سیڑھی نہیں دکھائی دیتی وہ کہتا ہے کہ پانی اس لئے برستا ہے کہ خود خدا برساتا ہے۔ اسی طرح ہر حالت میں وہ یکسر خدا ہی کو محرک سب کاموں کا سمجھتا ہے۔

دنیا میں عام لوگوں کی حالت یہ ہے کہ اس جہان کو اپنا وطن سمجھتے ہیں۔ یہاں کی سب چیزوں کو ہمیشہ رہنے والی جانتے ہیں۔ اور آخرت کے بارے میں اُن کا ایک دھندلا اور وہمی خیال ہوتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی کسی حالت میں شاید ہم لوگ ضرور رہیں گے لیکن زندہ ایمان والے کی حالت ٹھیک اس کے خلاف ہے۔ وہ اس جہان کی چیزوں کو محض وہم و گمان سمجھتے ہیں۔ اور آخرت کی کل باتوں کو یقینی اور اصلی جانتے ہیں۔ فرض کرو کہ کوئی مدینہ منورہ کا رہنے والا اس ہندوستان میں کچھ عرصہ کے لئے تجارت کے واسطے آئے تو ضرور اُس کا جسم اس عرصہ تک برابر ہندوستان میں ہی دکھائی دے گا۔ لیکن اس کا دل اکثر مدینہ منورہ ہی کی طرف لگا رہے گا وہ ہمیشہ اوس دن کے انتظار میں رہے گا جس دن وہ تجارت کے نفع سے مالا مال اور جہاز پر سوار ہو کر اپنے پیارے وطن کو جائے گا۔

پس جو حالت اس اہل مدینہ کے ساتھ ہے ٹھیک ویسی ہی حالت زندہ ایمان والے کی آخرت کے ساتھ ہے۔ گو ایمان والے کا جسم اس جہان میں ہے۔ لیکن اُس کا دل اُس دن کا منتظر رہتا ہے۔ جب نیکیوں اور اعمال صالحہ کے خزانے کو لے کر وہ اپنے اصلی گھر کو موت کے جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہوگا۔

زندہ ایمان والے کا دل کسی حال میں پریشان نہیں ہوتا۔ اس کے قلب کو ہمیشہ ایک اطمینان حاصل رہتا ہے اُس کو خدا پر پورا بھروسہ ہے۔ چاہے وہ کیسی ہی آفت یا مصیبت میں گھر گیا ہو۔ لیکن اُس کا دل ایک ایسے محفوظ مکان میں ہے جہاں بے چینی کو پر مارنے کی مجال نہیں ہے

وہ سمجھتا ہے کہ میرے مالک کے سوا غیر میں نہ قدرت ہے اور نہ طاقت۔ اور میرا مہربان مالک میرے لئے وہی کرے گا جو بہت ہی بہتر اور عمدہ ہوگا۔ زندہ ایمان والے کے ہر کام و ہربات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی دوسری جہان کا رہنے والا ہے۔ اُس کے ہرکام میں سچائی ہی ہے۔ ریا اور فریب کو اُس میں مطلق دخل نہیں۔ زندہ ایمان والے کی نیکی بھی زندہ ہوتی ہے یعنے اُس کے چال چلن کا اثر دوسروں پر پہنچتا ہے اُس کے ساتھ کے رہنے والے اور اُس کے ساتھ محبت کرنے والے سب اُس کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں۔ گو اون کو معلوم نہیں ہوتا کہ کس طرح وہ بدلے جاتے ہیں۔ کیونکہ اُس کی صحبت کا اثر چپکے چپکے اور دیر میں ہوتا ہے اور دیر تک رہتا ہے

غرض زندہ ایمان کی تعریف کہاں تک بیان کی جائے۔ قرآن شریف میں اسی قسم کے ایمان والوں کی تعریف خود خدانے فرمائی ہے۔ اب ہم لوگوں کو چاہئے کہ دل میں سوچیں کہ ایسا ہی ایمان ہم میں ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو اُس کے پانے کی فکر کریں سچی خواہش سے اگر اُس کے پانے کے خواہشمند ہوں اور خدا سے برابر دعائیں مانگا کریں تو بیشک وہ مہربان خدا بڑا کریم ہے۔ اس بڑی نعمت کو عطا فرماسکتا ہے۔ لیکن وہ دلوں کا دیکھنے والا ہے۔ جب تک وہ ہمارے دل میں اس بڑی نعمت کے پانے کی پوری خواہش نہ دیکھ لے گا۔ جب تک ہرگز یہ نعمت ایک ناقدرے کے سپرد نہ کرے گا۔

اے خدا تو ہم سب مسلمانوں کو زندہ ایمان عطا فرما تاکہ جس تباہی و پریشانی میں ہم لوگ مبتلا ہیں۔ اُن سے اُس کی بدولت نجات پاویں۔

عالمگیر احکام قرآنی

حافظ ابو محمد امام الدین صاحب مدیر ترجمان بنارس

قرآن مجید پارہ ۱۴، رکوع ۱۹ میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید میں اس سے جامع کوئی آیت نہیں ہے۔ اس آیہ کریمہ میں چھ احکام واضح ہیں اور ان چھ حکموں میں اور بہت سے احکام داخل ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے :

اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے عدل کا۔ احسان کا قرابت داروں کے ساتھ داد و دہش کا۔ اور منع فرماتا ہے فحش سے۔ اور (ہر طرح کے) بُرے کاموں سے۔ اور ظلم سے (اللہ تعالیٰ تمہیں اس لئے ان باتوں کی) نصیحت فرماتا ہے۔ تاکہ تم (اپنے بھلے بُرے کو) سمجھو۔

پہلا حکم عدل کرنے کا ہے۔ اس میں کسی قوم یا جماعت یا فرد کی تخصیص نہیں ہے۔ ہر قوم ہر جماعت اور ہر شخص کے ساتھ عدل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کسی کام کی بھی خصوصیت نہیں ہے پس اگر اس قرآنی حکم پر دنیا عمل پیرا ہو جکو تیں رعایا کے ساتھ عدل سے کام لیں۔ رعایا حکومت سے انصاف برتیں۔ اقوام و افراد عدل کو شعار بنائیں تو دنیا کی ہزاروں گرہیں آج کھل جائیں اور کشاکشیں ختم ہو جائیں۔

دوسرا حکم احسان کا ہے۔ اس کا درجہ عدل سے بھی بلند ہے۔ عدل تو یہ ہے کہ کسی کے ساتھ اُس کے حق کے مطابق برتاؤ کیا جائے اگر کوئی شخص سزا کا مستوجب ہے تو اُس کو سزا دینا بھی عدل ہے۔ مگر احسان یہ ہے کہ اس کو سزا دینے کے بجائے معاف کر دیا جائے کسی کے ساتھ کسی حق کے بغیر یا حق سے زیادہ بھلائی کی جائے۔ اگر دنیا اُس قرآنی حکم پر عامل ہو جائے تو آج قومیں اور جماعتیں جو ایک دوسرے کو کھائے جا رہی ہیں اور افراد و اشخاص جو ایک دوسرے کو نگل جانا چاہتے ہیں۔ ان سب خود غرضیوں اور ہوس کاریوں کا خاتمہ ہو جائے اور دنیا نیکیوں اور مسرتوں کا گہوارہ بن کر جنت معلوم ہونے لگے۔

تیسرا حکم رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا ہے۔ قرآن مجید نے اس حکم پر بار بار مختلف عنوانوں سے زور دیا ہے یہ حکم عین تقاضائے انسانیت کے مطابق ہے۔

جس کے رشتہ دار زبوں حال و تنگدست ہوں
اور وہ ان کی خبر گیری نہ کرے اور زمانے بھر میں
اپنی رحم دلی اور فیاضی کا ڈھنڈورا پیٹتا پھرے
وہ بدباطن اور ریاکار ہے۔
چوتھا حکم فحش اور بیحیائی کے کاموں سے
باز رہنے کا ہے۔ فحش اور بے حیائی کے کام افراد
کا تو کیا ذکر قوموں اور ملکوں کو شر و فساد سے
بھر دیتے ہیں۔ اور بالآخر انسانی اخلاق و اعمال
اس درجہ تباہ کن ہو جاتے ہیں۔ کہ انہیں کے
باعث ملکوں اور قوموں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔
دنیا میں بہت سی ایسی قومیں گذری ہیں جو محض
فحش اور بیحیائی کی وجہ سے تباہ ہوئیں بہت سے
مبصرین کی رائے ہے کہ موجودہ ترقی یافتہ یورپ
کی تباہی کا باعث بھی اس کی حد سے بڑھی ہوئی
بیحیائی و بدکاری ہوگی۔ اتنا تو ہم ابھی سے
دیکھ رہے ہیں کہ اہل یورپ بہیمانہ برہنگی اور
بیحیائی اختیار کر کے انسانیت سے محروم ہو چلے
ہیں، باقی نتائج کے آثار بھی نمودار ہیں۔
پانچواں حکم عام برے کاموں سے بچنے
کا ہے فحش و بیحیائی کی اہمیت کو واضح کرنے
کے لئے اس کو علیحدہ ذکر فرمایا گیا۔ اور اس کے

بعد عام برائیوں سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی۔
دنیا میں انصاف و نیکوکاری کی نشر و اشاعت
کے ساتھ بدکاری و بداعمالی کے ازالہ کی بھی
ضرورت ہے۔ ورنہ ایک طرف بھلائی پھیلائی
جائے اور دوسری جانب بدکاری و بداعمالی
کو قائم رکھا جائے تو اس سے ہرگز دنیا میں
بھلائی نہیں پھیل سکتی۔ اس لئے قرآن مجید میں
جہاں اچھے کاموں کا حکم دیا گیا ہے۔ وہیں
برے کاموں سے منع بھی کر دیا گیا ہے۔
آج کل کی عجیب و غریب دورخی زندگی
کو باقاعدہ طور پر جائز کر لیا گیا ہے۔ اور اس کو پبلک
زندگی اور پرائیویٹ زندگی سے تعبیر کیا جاتا ہے
ایک شخص زندگی کے ایک پہلو میں نیکوکار اور
دوسرے پہلو میں بداعمال ہوتا ہے! اور اسکی
یہ زندگی معیوب نہیں سمجھی جاتی۔ قرآن مجید اس
مطلق العنانی اور نفس پرستی کا روادار نہیں۔
چھٹا حکم بغاوت و سرکشی اور ظلم و تعدی
سے باز رہنے کا ہے۔ یہ حکم بھی نہایت جامع ہے
اس میں حکومت سے بغاوت و سرکشی کی ممانعت
بھی آجاتی ہے۔ اور جماعت و سوسائٹی سے بھی۔
اور اس کا امتناع بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ ارباب

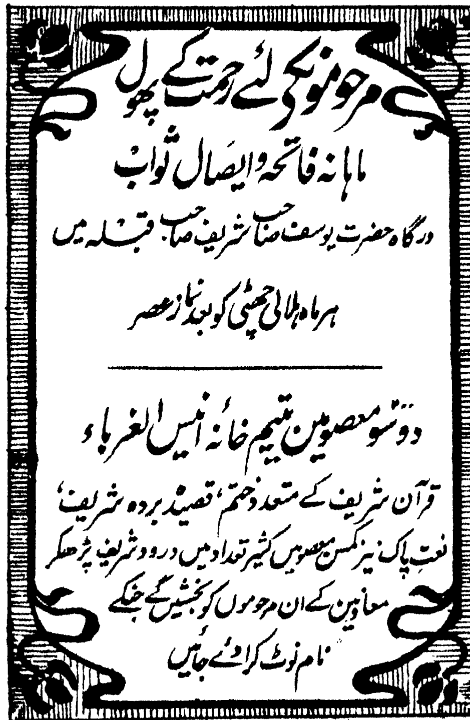
قوت و اقتدار کی جانب سے کمزوروں اور بے اختیاروں پر ظلم و ستم ڈھایا جائے۔
ظلم و تعدی اور بغاوت و سرکشی سے زیادہ قوم و ملک اور جماعت و سوسائٹی اور امن و اماں اور عافیت و سلامتی کو تباہ کرنے والی شاید ہی کوئی چیز ہو۔ اگر قومیں قوموں کے مقابلے میں ممالک ملکوں کے مقابلے میں، اور افراد فردوں کے مقابلے میں اس امتناع پر قائم رہیں تو دنیا کے امن و امان میں نہایت وسیع اور گرانقدر مدد مل سکتی ہے۔
آخر میں اس پند و نصیحت کی غرض ارشاد فرمادی گئی ہے کہ انسان نیک و بد کو سمجھے اور اس کے مطابق عمل پیرا ہو۔ قرآن مجید کے یہ احکام کسی قوم و ملک کے خلاف نہیں ہیں۔ اور اس لایق ہیں کہ تمام دنیا میں ان پر عمل کیا جائے۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مسلمان آج کل جن مشکلات و مصائب میں مبتلا ہیں وہ آپ سے مخفی نہیں۔ اور معاملات اس قدر واضح ہیں کہ اگر آپ سے اس عام بربادی و تباہی کا سبب پوچھا جائے تو غور و فکر کے بغیر آپ بتا سکیں گے کہ افلاس ان تمام مصیبتوں کا اصلی باعث ہے۔
اگر مسلمان مذہبی احکام سے بے پروا ہیں تو اس کا سبب افلاس ہے!
اگر مسلمانوں کی اخلاقی حالت درست نہیں تو اسکا سبب افلاس!
اگر مسلمان مجرمانہ زندگی کی طرف مائل اور قانون کی خلاف ورزی پر آمادہ ہیں تو اس کا سبب افلاس!
اگر مسلمانوں میں تعلیم کی کمی ہے تو اس کا اصلی سبب افلاس!
اگر مسلمان صنعت و حرفت کی طرف توجہ نہیں کرتے تو اس کا اصلی سبب افلاس!
اگر مسلمانوں کو اچھی ملازمتیں نہیں ملتیں تو اس کا

سبب افلاس ہے!
اگر مسلمانوں میں تجارت کا رواج نہیں ہے تو اس کا اصلی سبب افلاس!
الغرض مسلمانوں میں جس قدر برائیاں ہیں اس کا اصلی سبب افلاس ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس عالمگیر افلاس کو دور کرنے کے لئے ہماری قوم میں کتنی انجمنیں قائم ہیں اور ایسے کتنے اشخاص ہیں جو عملی طور پر اس کار خیر میں حصہ لے رہے ہیں جن لوگوں پر خدا کا فضل و کرم ہے اور وہ افلاس کی مصیبتوں میں مبتلا نہیں ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے اس احسان خداوندی کے شکریہ میں ان لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جن کو افلاس و تہیدستی نے تباہ

کر رکھا ہے۔ جب دن میں کئی مرتبہ آپ کا دستر خوان بچھایا جاتا ہے اور طرح طرح کی نعمتیں سامنے آتی ہیں تو کیا اس وقت آپ کا ذہن اس امر واقعہ کی طرف منتقل ہوتا ہے کہ محلہ میں ایسے کئی گھر ہوں گے جن کے چولھے میں آگ بھی نہ جلی ہوگی اور جن کے معصوم بچے بھوک سے تڑپ رہے ہوں گے جب آپ نفیس اور قیمتی لباس زیب تن فرماتے ہیں تو کیا آپ کے دل میں یہ خیال گزرتا ہے کہ آپ کی قوم میں صدہا ایسے اشخاص موجود ہیں جن کو تن پوشی کے لئے دو گز ثابت کپڑا میسر نہیں!!! آپ پہروں اپنے معاملات پر غور کرتے ہیں اور ترقی کی راہیں نکالتے ہیں۔ کیا کبھی آپ نے اپنے کسی مصیبت زدہ ہم قوم کی ترقی کیلئے بھی


مرحومین کے لئے رحمت کے پھول
ماہانہ فاتحہ و ایصال ثواب
درگاہ حضرت یوسف صاحب شریف صاحب قبلہ میں
ہر ماہ ہلالی چھٹی کو بعد نماز عصر
دو سو معصومین یتیم خانہ انیس الغرباء
قرآن شریف کے متعدد ختم، قصیدہ بردہ شریف، نعت پاک نیز کمسن معصومین کثیر تعداد میں درود شریف پڑھکر معاونین کے ان مرحوموں کو بخشیں گے جنکے نام نوٹ کرائے جائیں

غور و خوض کی تکلیف گوارا کی۔
آپ نے کتنی تعلیمی انجمنیں کھولیں۔ اور غریب بچوں کی تعلیم کے لئے کتنے ایسے وظائف مقرر کئے کہ قوم میں غریب بچے ہی نہ پائے جائیں
میں جانتا ہوں کہ آپ پیسہ پیسہ کر کے صدہا روپے محتاجوں کو دیتے ہیں۔ لیکن کیا خوب ہوتا کہ آپ کوئی ایسا طریقہ جماعتی حیثیت سے اختراع کرتے کہ آپ کی قوم میں کوئی محتاج باقی ہی نہ رہتا۔ جس طرح ایک چراغ سے ہزار چراغ روشن ہو سکتے ہیں اسی طرح اپنے چراغ دولت سے تاریکیوں کو روشنی سے بدل سکتے ہیں۔ آہ اگر ایسا نہیں ہے تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے اب تک اپنے مذہبی، قومی، اور انسانی فرض کو نہیں پہچانا۔ اور اب تک آپ اُس سچی اسپرٹ سے ناآشنا ہیں جو تمام مذہبی تعلیمات کا ماحصل ہے۔

"افسانہ"

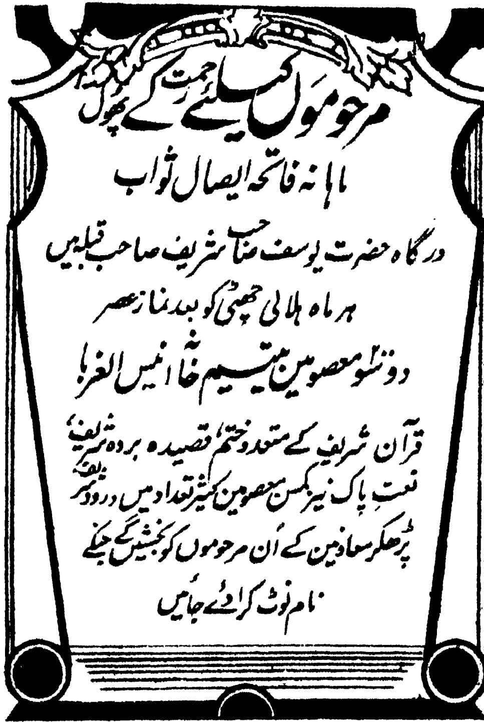
انجامِ بے احتیاطی

ترجمان نطرت سید ظہور احمد صاحب وحشی

(۱) مجھ کمترین کو زمانہ طالب علمی سے موشگافی کا جنون ہے۔ ہر بات کو غور سے دیکھتا ہوں اور جہاں تک میری عقل مدد دیتی ہے ہر معاملہ کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں یہ جنون میرے دماغ پر ایسا مسلط ہے کہ بعض اوقات چلتے چلتے ٹھہر جاتا ہوں بولتے بولتے خاموش ہو جاتا ہوں اور ہنستے ہنستے رونے لگتا ہوں۔ اگر میں کسی شخص کو کنگرۂ ترقی پر دیکھتا ہوں تو مہینوں اس کی ترقی کے اسباب تلاش کرتا رہتا ہوں اور اگر کسی کو قعر پستی میں افتادہ پاتا ہوں تو اس کی افتادگی کی وجوہ جب تک معلوم نہ کرلوں چین نہیں آتا۔ چنانچہ ذیل میں جو سطور بصورت افسانہ میں قلمبند کر رہا ہوں یہ اسی جنون کا نتیجہ ہے۔ کل میں اپنے ایک کلاس فیلو کی عیادت کو گیا تھا۔ ان صاحب کا نام باضابطہ منشی "و" صاحب" امیر علی ہے۔ ان کی زندگی علم النفس کے تماشائیوں کے لئے صدہا عجائب و نوادر اور فطرت کے طلسموں سے لبریز ہے میں انہیں بائیس سال سے جانتا ہوں کیونکہ یہ میرے

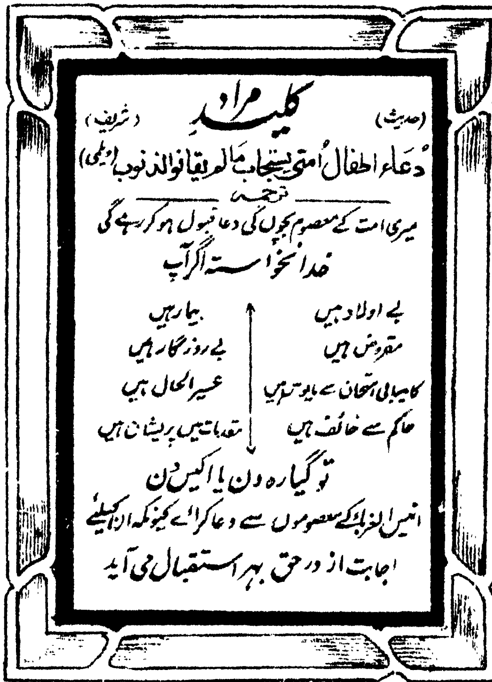
پرانے کلاس فیلو ہیں۔ انہوں نے آٹھویں نویں درجہ تک انگریزی پڑھ تعلیم کا سلسلہ منقطع کر دیا لیکن میں نے انٹرینس پاس کر کے قانون پڑھا اور اب وکالت کرتا ہوں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے منشی امیر علی کی زندگی ہمیشہ تکالیف و مصائب اور تفکرات میں بسر ہوئی اور کبھی انہیں ۲۴ گھنٹے بھی اطمینان و سکون کے نصیب نہیں ہوئے۔ منشی امیر علی کے والد کلکٹریٹ میں اہلمد تھے۔ اور اپنی نیک مزاجی اور تدین کی وجہ سے تمام شہر میں مشہور تھے منشی صاحب ماں باپ کے اکلوتے فرزند تھے اور اس لئے ان کی دلداری اور خوشباشی کا دونوں کو خیال رہتا تھا۔ اور اسی کا نتیجہ تھا کہ آٹھویں نویں درجہ تک پہونچ جانے کے باوجود وہ انٹرینس پاس نہ کر سکے۔ اور کشاکش حیات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے یہ ذریعہ موہوم بھی انہیں نصیب نہ ہوا۔

منشی صاحب کی پریشانی (۲) جن دنوں منشی صاحب میرے ہمراہ اسکول میں پڑھتے تھے ان کی حالت عجیب تھی انکی شیروانی سے دو تین بٹن غائب ہوتے تھے۔ کرتے کا گریبان ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ کپڑوں پر روشنائی کے دھبے لازمی تھے۔ ایک درجے کا کورس انہیں سال میں دو تین بار ضرور مول لینا پڑتا تھا کیونکہ اُن کی ایک نہ ایک کتاب آئے دن گم ہوتی رہتی تھی یہی حالت رومال چھتری اور چھڑی بلکہ گھڑی کی تھی منشی صاحب نے بیس سال کی عمر تک بڑی فارغ البالی اور بے فکری کے ساتھ زندگی بسر کی لیکن اس کے بعد ایک ہی سال میں یکے بعد دیگرے والدین کا سایہ سر سے اٹھنا تھا اور ان پر مصائب کا نازل ہونا۔ اب لے دے کے منشی صاحب کی ایک بیوہ پھوپی تھیں جنہوں نے انکی سرپرستی اور



خبرگیری اختیار کی ۔ چونکہ منشی صاحب کے والد شیخ وزیر علی مرحوم سے کچہری کے تمام اہلکار خوش تھے اس لئے انہوں نے منشی امیر علی کو پندرہ روپیہ ماہوار کا نوکر رکھا دیا۔ لیکن ان میں ترقی کا مادہ بالکل نہ تھا۔ نہ کام میں چستی چالاکی اور صفائی ۔ نہ حاضری کی پابندی نہ حکام اور افسروں کی خوشنودی کا خیال ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تین سال کی ملازمت میں نہ ان کو کوئی مستقل جگہ مل سکی اور نہ تنخواہ میں کچھ اضافہ ہوا منشی صاحب کی پھوپی کو ان کی شادی کا بہت خیال تھا اور آخر کار برادری میں ایک مناسب لڑکی تجویز کرکے انہوں نے اس فرض سے سبکدوشی حاصل کی شادی کے بعد منشی صاحب کی بے پروائی میں اور ترقی ہوگئی کیونکہ زندگی میں ایک شریک پیدا ہو جانے سے انہوں نے سمجھ لیا کہ ہماری مشکلات اور ذمہ داریاں نصف رہ گئیں جہاں تک معاملات خانہ داری کا تعلق تھا ان کی بے پروائیاں خطرناک نہ تھیں لیکن ملازمت اور اپنے فرائض منصبی کی جانب سے ان کی بے پروائی نہایت مضر ثابت ہوئی ۔ چنانچہ اپنی اس عادت بد کی بدولت وہ ایک دن ایک ضروری مثل کھو بیٹھے مثل بڑے مال کے ایک بڑے مقدمہ کا انحصار تھا اور کوئی شخص یہ باور نہیں کرسکتا تھا کہ اہلکار نے کافی رقم لئے بغیر ایسی بے ضابطگی کا ارتکاب کیا ہو ۔ الغرض منشی صاحب سے جواب طلب ہوا اور جواب ناقابل اطمینان سمجھا گیا اس لئے ان پر باقاعدہ مقدمہ چلایا گیا یہاں بھی باپ کی نیکیاں کام آئیں اور منشی صاحب کو اس سے زیادہ نقصان نہیں پہونچا کہ وہ ایک دم برخاست کردے گئے ۔

(۳) ملازمت جانے کے بعد منشی صاحب کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے پاس کوئی اندوختہ نہ تھا جس سے وہ گزر اوقات کرتے۔ چھ ماہ کی مدت انہوں نے بیوی کا زیور فروخت کرکے بسر کی۔ زیور بہت معمولی اور کم قیمت تھا آخر کار ختم ہو گیا اس کے بعد ان کے ایک کلاس فیلو نے جو دہلی میں ملازم تھے ایک سوداگر کے ہاں روزنامچہ نویسی کے کام پر ان کے لئے ملازمت کا انتظام کیا۔ چنانچہ منشی صاحب باوجود موسم بارش بیوی اور پھوپی کو تنہا مکان پر چھوڑ کر اور ضروری زاد سفر لے کر دہلی روانہ ہو گئے۔ منشی صاحب صبح کے وقت گاڑی میں کھڑکی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ داہنا ہاتھ کھڑکی بند ہونے کی جگہ پر تھا یکایک ایک مسافر نے بے تحاشا کھڑکی کھولی جس سے ان کے ہاتھ کا انگوٹھا اور انگشت شہادت سخت زخمی ہوئی اور کئی تولہ خون خارج ہو گیا۔ ریل میں جو کچھ مرہم پٹی ممکن تھی وہ کی گئی اور آخر کار شام کے ۳ بجے منشی صاحب دہلی پہنچ گئے۔ بارش کا زمانہ تھا دوا بھی مناسب وقت پر نہیں پہنچی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بیچارہ کا ہاتھ پک گیا دکان پر روزنامچہ لکھنا ایک تیز دست آدمی کا کام تھا اور یہ لکھنے سے بالکل معذور تھے خدا ان کے کلاس فیلو دوست کا بھلا کرے کہ انہوں نے تین ماہ تک انہیں اپنا مہمان رکھا اور سوداگر نے بھی یہ مہربانی کی کہ اتنے عرصہ تک ان کی جگہ کا مستقل انتظام نہیں کیا تین ماہ کے بعد جب انہیں صحت ہوئی تو کام شروع کیا۔ دوکان پہ فروخت خاصی ہوتی تھی اور منشی صاحب اتنے تیز دست نہ تھے اور نہ باوجود ضرورت تیز دستی کی کوشش کرتے تھے کہ روزنامچہ



لکھنے میں ناکام ثابت نہ ہوں۔ بہرحال تین ماہ تک منشی صاحب نے سوداگر کے ہاں کام کیا لیکن حساب جو کیا تو آمد و خرچ قریب قریب برابر تھا آخرکار انہوں نے تجویز کیا کہ بیوی اور پھوپھی کو بھی لے آئیں۔

(۴) متعلقین کو ہمراہ لاتے وقت منشی صاحب نے رات کی گاڑی پسند کی عورتوں کو زنانہ درجے میں سوار کر دیا اور خود مردانہ میں بیٹھے اسباب بھی اپنے ساتھ ہی رکھ لیا رات بھر کے جاگے ہوئے تھے بدقسمتی سے آنکھ لگ گئی اور ہاپوڑ کے اسٹیشن پر جب بیدار ہوئے تو دونوں بستر اور ٹرنک غائب پائے۔ روح نکل گئی مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ اسٹیشن ماسٹر سے کہا۔ تار دلوایا مگر بے سود سب سے بڑی دقت یہ تھی کہ ٹکٹ بھی بکس ہی میں تھے۔ دہلی پہونچکر بڑی مشکل سے اور کئی روپئے بابو لوگوں کو دینے پر اسٹیشن سے باہر نکلے۔ ایک چھوٹا سا مکان تین روپیہ ماہوار پر پہلے سے لے رکھا تھا۔ متعلقین کو اُس میں اُتارا لیکن مکان میں نہ چارپائی تھی نہ چٹائی۔ اور نہ بستر۔ منشی صاحب کی بیوی کے پاس جو برقع تھا اُسے زمین پر بچھا کر سب بیٹھے اور جب تک منشی صاحب نے سوداگر سے کچھ روپیہ پیشگی لے کر دو تین چٹائیاں خرید نہ کیں اسی طرح فرش زمین پر گرمی کی تکلیف وہ راتیں بسر کیں۔ ایک دن رات کو سب چٹائیوں پر پڑے سو رہے تھے کہ منشی صاحب کی پھوپھی ۲ بجے کے وقت بےچین ہو کر اٹھیں منشی صاحب کو جگایا اور کہا کہ میرے کان میں کوئی چیز گھس گئی اور دماغ کو کرید رہی ہے منشی صاحب اُس وقت کہاں جا سکتے تھے اور کیا تدبیر کر سکتے تھے۔ بیچارے نے کانوں میں پانی

ڈالا۔ پھر پان تمباکو کا عرق ٹپکایا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اور تکلیف برابر بڑھتی گئی۔ علی الصباح منشی صاحب نے دوڑ دھوپ شروع کی۔ اتنی مقدرت نہ تھی کہ کسی بڑے ڈاکٹر یا حکیم کو گھر پر بلاتے۔ پھوپی کو زنانہ اسپتال میں لے جا کر دکھایا۔ لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ سہ پہر کو یہ حال تھا کہ وہ دیواروں سے سر ٹکراتی تھیں۔ شام ہوتے ہوتے کانوں سے رطوبت بہنے لگی اور دوسرے دن صبح کو وہ راہی ملک بقا ہوئیں۔ پھوپی کی بے گور و کفن نعش ایک چٹائی پر میلے کچیلے کپڑوں میں پڑی ہوئی تھی منشی صاحب کی بیوی دوسری چٹائی پر بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں اور منشی صاحب خود سر بگریباں تھے کہ مرحومہ کی تجہیز و تکفین کا کیا انتظام کریں آخر اس مصیبت میں بھی انھیں اپنا وہی کلاس فیلو دوست یاد آیا اور اس کی امداد سے انہوں نے اپنی پھوپی کی تجہیز و تکفین کی۔

(۵) منشی صاحب پہلے ہی تیز دست نہ تھے اس مصیبت نے اُنھیں اور بھی مضمحل کر دیا اور وہ ہر وقت مخبوط و مبہوت رہنے لگے۔ سوداگر جس کے یہ ملازم تھے بڑا رحمدل تھا۔ وہ ان کے کام سے تو ناخوش تھا لیکن ان کے حالات و واقعات نے اُسے بہت متاثر کر رکھا تھا۔ جب اُس نے دیکھا کہ روزنامچہ لکھنے کا کام اِن سے نہیں ہو سکتا تو متفرق کاموں پر انہیں رکھ لیا لیکن تنخواہ میں کوئی کمی نہیں کی۔ اسی اثناء میں سوداگر کا ایک مقدمہ مراد آباد میں دائر ہوا اور اُس نے پیروی کے لئے مختار نامہ خاص تصدیق کرا کے اور جملہ کاغذات دے کر منشی صاحب کو روانہ کئے۔ رات کے ۲ بجے مراد آباد گاڑی جاتی تھی اس سے منشی صاحب دوکان سے رخصت ہو کر گھر چلے آئے اور پھر گھر سے اطمنان کے ساتھ ۱ بجے اسٹیشن کو روانہ ہوئے۔ صبح کو مراد آباد پہنچ گئے جب کچہری میں پہنچے اور وکیل کے پاس گئے تو معلوم ہوا کہ مقدمہ کے کاغذات بدقسمتی سے مکان ہی پر بھول آئے۔ اب کیا ہو سکتا تھا۔ کئی دفعہ مقدمہ کی پیشی بدلوائی جا چکی تھی۔ حاکم پہلے ہی سے آشفتہ ہو رہا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مقدمہ عدم پیروی میں خارج ہو گیا۔ اور بیچارے سوداگر کو سات آٹھ سو روپے کا نقصان اُٹھانا پڑا۔ منشی صاحب جیسے گئے تھے ویسے ہی واپس آ گئے۔ اپنے دل میں سخت نادم تھے لیکن مجبور تھے کہ سوداگر سے من و عن حال بیان کریں۔ سوداگر اس واقعہ کی تاب نہ لا سکا اور اس نے بدقسمتی

صاحب کا حساب کر دیا۔ چار پانچ روپے لے کر جو واجب الادا نکلے تھے منشی صاحب اپنے گھر چلے آئے۔ گھر پہنچے تو بیوی کو دردِ ولادت میں مبتلا پایا۔ اب منشی صاحب کی پریشانی کی کچھ انتہا نہ تھی انہیں پھر اپنا کلاس فیلو دوست یاد آیا تھا لیکن مصیبت یہ تھی کہ وہ ان دنوں دہلی میں موجود نہ تھا۔ منشی صاحب کے پاس پانچ چھ روپئے تھے۔ جب تک وہ موجود رہے انہوں نے بیوی کی تیمارداری میں کوتاہی نہیں کی اور اس کے بعد وہ مجبور تھے۔

(۶) منشی صاحب کے پڑوس میں کئی دولتمند گھر تھے ان گھروں میں فضول اور لایعنی طور پر روزمرہ اتنا اٹھ جاتا تھا کہ منشی صاحب کی تمام ضرورتیں رفع ہو سکتی تھیں لیکن آج کل ایک مسلمان پڑوسی کے ہاں محفل رقص منعقد ہوتی ہے اور دوسرا مسلمان پڑوسی تیسرے فاقہ سے ہوتا ہے۔ خرچ ختم ہونے کے بعد تین دن تک منشی صاحب مع اپنی بد نصیب بیوی بچہ کے بے آب و دانہ پڑے رہے لیکن کوئی اُن کا پرسان حال نہ ہوا تیسرے دن جب وہ انتہائے مایوسی کی حالت میں خدا کو اُس کی تمام رزاق صفتوں کے ساتھ یاد کر رہے تھے اُن کے کلاس فیلو دوست نے آواز دی جو اُسی دن دہلی میں وارد ہوا تھا۔ منشی صاحب نے تمام واقعات کہہ سنائے اور اس نے حسب معمول منشی صاحب کو امداد دی چونکہ زچہ خانہ میں بے احتیاطیاں ہوئی تھیں منشی صاحب کی بیوی سخت علیل ہوئیں منشی صاحب نے ایک رحمدل اور غریب نواز ڈاکٹر کا علاج شروع کیا۔ ایک دن ڈاکٹر نے دو نسخے تجویز کئے ایک عمل دینے کا اور ایک پینے کا منشی صاحب نے دونوں شیشیاں ایک طاق میں لا کر رکھ دیں۔ چونکہ علاج مفت تھا عمل دینے والی عورت بے پروائی کی وجہ سے اُس دن نہ آئی۔ رات کو منشی صاحب نے غلطی سے عمل کی دوا بیوی کو پلا دی اور جب اُس سے شکایات میں اضافہ ہوا تو بدقسمتی سے ایک خوراک اور پلائی۔ اتنی مقدار ہلاکت کے لئے کافی تھی۔ چنانچہ بدقسمت عورت نے تڑپ تڑپ کر جان دی اور اگلی صبح کا دیکھنا اُسے نصیب نہ ہوا۔ اب محلہ والے منشی صاحب کے حالات سے واقف ہو چلے تھے چنانچہ انہوں نے اِس مصیبت میں ان کا ساتھ دیا اور بیوی کی تجہیز و تکفین کے لئے انہیں اپنے کلاس فیلو دوست کو تکلیف نہیں دینی پڑی پندرہ بیس دن کا بچہ ماں کے بغیر کیا زندہ رہتا ماں کی وفات کے چوتھے یا پانچویں دن وہ بھی جان بحق تسلیم ہوا۔

(۷) منشی صاحب جب یکہ و تنہا رہ گئے تو انہیں دہلی میں سخت وحشت ہوئی اور آخر کار اہل محلہ نے انہیں پریشان دیکھ کر ٹکٹ کا انتظام کر دیا اور وہ اپنے گھر چلے آئے۔ مصیبتیں انسان کے دل میں جذبات کی دنیا پیدا کر دیتی ہیں گھر پہنچکر انہیں اور بھی تکلیف ہوئی۔ انہیں یاد آیا کہ یہاں انھوں نے ماں باپ کے زیر سایہ کس طرح پرورش پائی تھی اور پھر اس کے بعد وہ بیوی کے ہمراہ کیونکر رہتے تھے اور ان خیالات نے انہیں اپنے مکان سے متوحش کر دیا۔ وہ موقع کے منتظر تھے اور ایک خریدار کو آمادہ پاکر انہوں نے اپنا مکان سات سو روپے کو فروخت کر دیا۔ اتنی بڑی رقم جب منشی صاحب کے قبضہ میں آئی تو انہیں اور بھی دکھ پہنچا اور دہلی میں انہوں نے جس بے سروسامانی کے ساتھ زندگی بسر کی تھی۔ پھوپھی کی وفات اور بیوی کی زچگی و موت میں افلاس و تہیدستی کی وجہ سے مجبور و بیکس ہونا وغیرہ تمام باتوں نے یکے بعد دیگرے یاد آکر انہیں خوب رلایا منشی صاحب کے احباب نے انہیں رائے دی کہ اس روپے سے وہ کسی کاروبار کا سلسلہ چھیڑ دیں اور رفتہ رفتہ دنیا میں از سر نو آباد ہونے کی کوشش کریں منشی صاحب میں ہجوم مصائب کی وجہ سے خود تو قوت فیصلہ باقی نہیں رہی تھی انہوں نے احباب کے کہنے پر عمل کیا۔ ان دنوں کھدر کی تجارت بہت کامیاب سمجھی جاتی تھی اور تھوڑے سرمایہ سے یہ کام اچھی طرح شروع کیا جا سکتا تھا اس لئے منشی صاحب نے خدا کا نام لیکر بازار میں ایک دوکان کرایہ پر لی اور مختلف مقامات سے گاڑھا خرید کر کام شروع کر دیا۔ لیکن چونکہ ہاتھ کے کتے ہوئے سوت کے کھدر کی زیادہ مانگ تھی اس لئے انہوں نے روئی خرید کر اپنی دوکان میں رکھ لی تھی اور شہر کی بیوہ عورتوں سے سوت کتوا کر اور جولاہوں سے بنوا کر فروخت کرتے تھے پندرہ روز میں دوکان چل نکلی اور منشی صاحب کے احباب کو امید بندھی کہ اب عنقریب وہ اپنے مصیبت زدہ دوست کو کامیاب و خوشحال دیکھینگے

(۸) منشی صاحب اپنا مکان فروخت کر چکے تھے اور ایک دوست کے ہاں رہتے تھے لیکن جب سے انہوں نے دوکان ہی میں قیام اختیار کیا تھا۔ جاڑے کے دن تھے۔ دن بھر دوکان میں خرید و فروخت رہتی تھی۔ رات کو دروازہ اندر سے بند کر کے فرش پر سو جاتے تھے منشی صاحب کو حقہ کی سخت عادت تھی۔ اور اس لئے وہ دوکان کے ایک گوشہ میں

آگ دور رکھتے تھے۔ رات کو جب دن بھر کی محنت سے چور ہو کر لیٹتے تھے تو حقہ بھر کر پاس رکھ لیتے تھے اور پیتے پیتے سو جاتے تھے۔ یہ حالت بہت مخدوش تھی لیکن بے احتیاطی اور بے پروائی اُن کے خمیر میں تھی بعض واقف کار دوستوں نے منع بھی کیا لیکن اُنہوں نے کچھ پروا نہ کی چنانچہ اپریل کی ۴ تاریخ کو وہ حادثہ رونما ہوا جس کا سب کو اندیشہ تھا۔ منشی صاحب نے حسب معمول حقہ بھر کر پاس رکھ لیا اور ابھی دو چار کش بھی نہ پیے تھے کہ نیند آگئی۔ یہ مثل کہ سوتا اور مرا برابر ہوتا ہے منشی صاحب پر صادق آئی۔ اُنہوں نے اچانک کروٹ بدلی اور لحاف کے اُلجھاؤ میں حقہ گر پڑا اور آگ منشی صاحب کے بچھونے پر اُلٹ گئی۔ تھوڑی دیر میں لحاف اور گدا دھڑ دھڑ جلنے لگا۔ دوکان میں دھواں بھر گیا۔ منشی صاحب گھبرا کر اُٹھے۔ لحاف اُتار کر پھینکا جو روئی کے بوروں پر جا کر گرا اور وہ مشتعل ہو گئے اِن کا دم گھٹ رہا تھا۔ بصد مشکل دروازہ کھولا۔ باہر نکلنا چاہتے تھے کہ چکر آگیا سر کے بل گہری نالی میں جو دوکان کے نیچے جا رہی تھی گر پڑے جب دوکان کا مال جل چکا اور چھت میں آگ لگ چکی تو لوگوں کو خبر ہوئی۔ منشی صاحب بدستور بے ہوش پڑے تھے صبح کو جب لوگوں نے اُنہیں دیکھا تو اسپتال بھجوایا ڈاکٹر دماغ کی حالت بہت نازک بتاتا ہے"۔

راقم الحروف منشی صاحب کی عیادت کیلئے گیا تھا۔ اور ابھی اِن سطور کو ختم نہیں کر چکا تھا کہ اُن کی وفات کی اطلاع موصول ہوئی۔

اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون

حدیث شریف فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے مہینے کے چھ روزے بھی رکھے تو گویا وہ پورا سال روزہ دار رہا۔

افتباکہ۔ صیام ستہ شوال ازروئے احکام فقہ شوال کے مہینہ میں متصل یا متفرق جیسا چاہیں ادا کئے جا سکتے ہیں چونکہ عید الفطر کے دن روزہ رکھنا منع ہے لہٰذا نظام الاوقات ستہ شوال کی ترتیب ۲ شوال سے عمل میں آئی۔

نظام الاوقات ستہ شوال

دوشنبہ ۲	۵/۹	۵/۴۴	۴/۱۲	۵/۱۲	۵/۴۴	۱۲/۰
سہ شنبہ ۳	۵/۱۰	۵/۴۴	۴/۱۲	۵/۲۴	۵/۴۴	۱۲/۰
چہار شنبہ ۴	۵/۱۰	۵/۴۶	۴/۱۲	۴/۱۲	۵/۴۴	۱۲/۱۰
پنجشنبہ ۵	۵/۱۰	۵/۴۵	۴/۱۲	۵/۱۲	۵/۴۴	۱۲/۸
جمعہ ۶	۵/۹	۵/۴۸	۴/۱۲	۴/۱۲	۵/۴۴	۱۲/۸
شنبہ ۷	۵/۹	۵/۴۸	۴/۱۲	۴/۱۲	۵/۴۴	۱۲/۸

جگر پارے

جگر مراد آبادی

ستم کامیاب نے مارا — کرم لاجواب نے مارا

ایک رنگیں نقاب نے مارا — حسن بن کر حجاب نے مارا

نگۂ شوق و دعوئے دیدار — اس حجاب الحجاب نے مارا

ہم نہ مرتے ترے تغافل سے — پرسشِ بے حساب نے مارا

لذتِ دیدِ بے جمال نہ پوچھ — دردِ بے اضطراب نے مارا

چھپتے ہیں اور چھپا نہیں جاتا — اس ادائے حجاب نے مارا

حشر تک ہم نہ مرنے والوں کو — مرگِ ناکامیاب نے مارا

پاتے ہی اک اشارۂ نازک — دم، نہ پھر اضطراب نے مارا

زندگی تھی، حجاب کے دم تک — برہمیٔ حجاب نے مارا

میں ترا عکس ہوں کہ تو میرا؟ — اس سوال و جواب نے مارا

اب نظر کو کہیں قرار نہیں — کاوشِ انتخاب نے مارا

خود نظر بن گئی حجابِ نظر — ہائے، اس بے حجاب نے مارا

سب کو مارا جگر کے شعروں نے
اور جگر کو، شراب نے مارا

ہڑتال اور ستیہ گرہ

(جناب امین سلونوی)

خدا بچائے ان بندے ماترمیوں سے جنہوں نے پتا پانی کر دیا۔ نہ خود چین سے بیٹھتے ہیں نہ دوسروں کو بیٹھنے دیتے ہیں۔ نت نئی ہی بات سوچا کرتے ہیں۔ اور نت نئی ایجادیں کیا کرتے ہیں۔ بھائی سچ پوچھو تو ہمارا دل پکا پھوڑا ہوگیا ہے اور اگر کہیں ہم ہندوستان کے بڑے لاٹ صاحب ہوتے تو یقیناً ان لوگوں کو یا تو کونسل آف اسٹیٹ کا ایک ایک ممبر بنا کر اس تحریک سے علیحدہ کر دیتے یا ان سبھوں کو بڑودا جیل میں بلا پوچھے گچھے بغیر کوئی دفعہ لگائے۔ یا پوری تعزیرات ہند کے ماتحت فرد جرم لگا کر بند کرا دیتے۔ لیکن خیریت یہی ہوئی کہ ہم مائی لارڈ نہ ہوئے۔ اب دیکھئے کہ انہوں نے ایسی ایسی ایجادیں کیں کہ بھائی ہم تو ہم ہیں لنکا شائر اور مانچسٹر کے مدبروں کے کلیجے دہلا دے اور ان غریبوں کو کہیں جائے پناہ نہیں ملتی۔۔۔۔ ہیں۔۔۔۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہے اور کیوں محض اس لئے کہ ہمارے

ہندوستان کے جلاہے بھوکوں مرتے ہیں اور سارا روپیہ یہاں کا وہاں چلا جاتا ہے۔ جب دیکھا ہماری سرکار دولت مدار نے کہ یہ نہروانی۔ یہ گاندھوی یہ پٹیلی یہ ابوالکلامی یہ مدن موہنی۔ یہ بندے ماترمی ذرا ذرا سی بات پر "انقلاب زندہ باد" کے نعروں سے ننھے ننھے انگریز بچوں اور کمسن مسوں کا دل دہلا دیتے ہیں۔ تو آخر وہ بھی کب تک چپکے بیٹھے رہتے۔ مجبوراً حکم دے دیا کہ پولیس کا ہر کنسٹبل اپنے اپنے حلقہ کا کوتوال اور ہر سب انسپکٹر اپنے تھانہ کا ڈپٹی کمشنر اور ہر کوتوال اپنے شہر کا وائسرائے اپنے آپ کو تصور کرے اور جب موقع دیکھے آدمیوں کو غلے کی بوری کی طرح لاریوں میں بھر بھر کر جیل روانہ کرنا شروع کر دے۔ تو کیا سوجھی ان اللہ کے بندوں کو کہ ہڑتال اور ستیہ گرہ کرنا شروع کر دیا یعنی یہ کہ جب ہم ایسے احرار اپنے دماغی تاثرات سے کچھ ایسی حرکتیں ضرور کرتے جس سے جیل جانے کی نوبت آجاتی اور جب یہ سلسلہ رسد قائم ہوگیا اور

یکے بعد دیگرے وہاں مہمان ہو ہو کر جانے لگے تو ہم نے بھی شہر کے بازار بند کرنے شروع کر دیئے اور سیدھے مال روڈ کی طرف جلوس لے کر چل دیئے اور چونکہ ہم بھی احرار قوم ہیں اس لئے ہمیں بھی اس پر عمل کرنا پڑا۔ لیکن عمل کرنے سے پہلے ہم نے کوشش شروع کی اس کی تحقیق کی ادبی حیثیت سے کہ آخر یہ ہے کیا۔ اور اس لئے کہ ہر شخص نے ہم سے پوچھنا بھی شروع کر دیا کہ بتاؤ بھائی یہ ہڑتال اور ستیہ گرہ ہے کیا بلا۔ تو آخر ہم کیا جواب دیتے۔ ہم نے پاس کہنے کو تو اپنی کمیٹی میں پاس کر لیا اور اس پر عمل کرنے کی بھی ٹھہرا لی تو چنانچہ اس لئے لہذا۔ ہم نے بھی جھٹ لنگوٹ سے آراستہ ہو کر اس کی تحقیق میں سرگرمی شروع کر دی اور ہر امکانی کوشش صرف کرنے لگے۔ کس طرح؟ جس طرح ایک پولیس انسپکٹر دفعہ ۱۰۹ کے ماتحت کسی کا چالان کر کے ملزم کو ایک سال کی سزا دلانے کے لئے اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا کرتا ہے۔ اور پاس پڑوس سے محلہ والوں سے مل کر اثبات جرم کے لئے گواہ فراہم کرتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ہم نے بھی ہر چند کوشش کی۔ سر مارا۔ اِدھر گئے اُدھر گئے اور اپنے شہر کی تمام لائبریریوں سے لیکر پٹنہ کی خدابخش والی لائبریری مسلم یونیورسٹی کی لائبریری رامپور کی لائبریری۔ یہاں تک کہ برٹش میوزیم کی تمام کتابوں کی ورق گردانی کی کیڑے بنے اور شاہ دیمک کی طرح ایک ایک لغت کا ایک ایک حرف۔ ایک ایک نقطہ چاٹ کر کتابوں کو صرف پرانے زمانے کی یادگار ہی بنا کر چھوڑا۔ مگر پھر بھی اس تحقیق کا خاطر خواہ نتیجہ نہ برآمد ہوا کہ آخر ہے یہ کس زبان کی لغت اور کیا معنی ہیں کسی نے کہا عربی ہے۔ کسی نے کہا عبرانی کسی نے ترکی کسی نے یونانی کسی نے لاطینی۔ کسی نے فرنچ کسی نے فارسی۔ کسی نے اردو بتایا کسی نے کہا کہ یہ ہندی زبان کا فضلہ ہے کسی نے ہنس کر ٹال دیا۔ کسی نے کہا کہ پھوپھی اماں سے پوچھ کر بتائیں گے کسی نے کچھ اور کسی نے کچھ کہا۔ مگر خیر اس تفتیش و جستجو۔ اس تحقیق و تدقیق کا اتنا نتیجہ ضرور ہوا۔ اور پھر ہم نے بھی حکم یقین کر کے اپنے علم و یقین سے اس پر صاد کر دیا کہ یہ کسی نہ کسی زبان کا لغت ضرور ہے اب رہ گیا اس کے معنی کا سوال یہ البتہ اب تک بالکل گول مول ہے۔ کوئی کہتا ہے یہ ایک دوا کا نام ہے اور جب یہ چونے کے ساتھ ترکیب دیکر

مرکب بنالیا جاتا ہے۔ تو اس سے صفاچٹ ہو جایا کرتا ہے۔ کوئی کہتا ہے اس کے معنی ہیں ہڑبونگ کھلبلی۔ گڑبڑ۔ بہرحال یہ مسئلہ اب زیادہ تحقیق کا محتاج نہیں رہا۔ بلکہ قریب قریب طے ہے۔ اور ہمیں بھی اس موقع پر اپنی شان اجتہاد دکھانی ہی پڑی اور آخرکار آنکھ بند کر کے استفتا پر دستخط کر دیئے کہ اس کے کوئی نہ کوئی معنی ضرور ہیں وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ لیکن لغوی معنی خواہ کچھ ہوں مگر اصطلاحی معنے اور اس کا استعمال ایک ایسی بات ضرور ہے کہ اس پر اگر ذرا بھی غور و توجہ سے کام لیا جائے تو مسئلہ حل ہے موجودہ زمانے میں شاید ہی کوئی مائی کا لعل ایسا ہوگا جو اس سے واقف نہ ہو۔ لیکن جہاں تک تحقیق کا تعلق ہے اور اس کے وجود کا سوال سائمن کمیشن کی رپورٹ کی طرح سامنے آتا ہے تو یہ کوئی نئی نئی اور جدید تخئیل نہیں ہوتی مگر وہ تو کہئے کہ کبھی اس پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا۔ ہاں جب کاروبار..... بند کرو دکانیں..... بند کرو' پڑھنا لکھنا ..... بند کرو اور ہمارے ننھے میاں اس کے ساتھ یہ اور کہتے ہیں " اٹھنا بیٹھنا..... بند کرو' کھانا پینا بند کرو' پیشاب پاخانہ..... بند کرو' کی صدائیں کانوں میں گونجنے لگتی ہیں تو ہر شخص کو اس کی فکر دامن گیر ہو جاتی ہے کہ آخر دنیا میں ہر چیز کے وجود کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے اور ایک تاریخ بھی ہوتی ہے جب وہ عالم وجود میں آئی ہو۔ لیجئے صاحب سنئے اب تو ہم کو دنیا کا انسائیکلو پیڈیا کہئے گا۔ ہوا یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کو تخلیق عالم منظور ہوئی تو اس نے ایک لفظ کُن سے تمام اٹھارہ ہزار عالم کو پیدا کر دیا۔ چاند سورج۔ ستارے۔ آسمان و زمین۔ سبھی کچھ موجود ہو گئے مگر ابھی ایک چیز کی کمی تھی۔ اس رونق سے دلچسپی لینے والا۔ اور دنیا کی چہل پہل سے حظ اٹھانے والا کوئی نہ تھا۔ چنانچہ قدرت کو انسان کو پیدا کرنے کی بھی ضرورت ہوئی۔ اس لئے فوراً تمام ملائکہ مقربین کو حکم دیا گیا کہ وہ اربع عناصر سے خمیر کر کے ایک پتلا تیار کریں۔ بس فوراً وہ خاکی پتلا تیار کیا گیا۔ اور اس کا نام آدم رکھا گیا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کا کالبد خاکی تیار ہو چکا تو فرمان ایزدی ہوا کہ تمام ملائکہ اس پتلے کو سجدہ کریں۔ یہ حکم ہونا تھا کہ گروہ ملائک میں ایک برہمی ایک ہیجان پیدا ہو گیا اور اس گروہِ نوری نے متفقہ طور پر جلسہ کر کے ایک رزولیوشن بارگاہ رب العالمین میں بھیجا اور اس تحریک کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی کہ اے خالقِ ارض و سما ہمیں نے تو اس خاکی پتلے کو تیار کیا ہے

اور ہمیں اس کو سجدہ کریں آخر حکم خداوندی پر تمام
ملائک نے تو سجدہ کیا مگر سرگروہ ملائک صدر محترم
حضرت معلم الملکوت نے جو درگاہ ایزدی کا مقرب
خاص تھا۔ اپنی رفعت و اعزاز کو مدنظر رکھکر تنہا
آواز بلند کی اور ایک ہڑتال کی بنیاد ڈالی اور نہ
صرف ہڑتال بلکہ ستیہ گرہ شروع کر دی ـــ یہ تھی
ابتدا ـــ تو بھائی میں تو حق پسند ہوں۔ اور شورائٹ
ہاں ہاں کبھی کبھی لبرل بھی ہو جاتا ہوں۔ مگر ہمیشہ انصاف
سے کہوں گا چاہے کوئی مانے یا نہ مانے۔ اب اگر
کوئی مجھ سے کہے کہ ہڑتال اور ستیہ گرہ کی ایجاد
بھگوان گاندھی کے نتائج افکار میں سے ہے تو
میں کبھی اس کے ماننے کے لئے تیار نہ ہوں گا۔ ہاں
یہ ضرور ہے کہ اس کی کامیابی کا سہرہ فرشتوں کے
بعد مہاتما جی اور ہم ایسے پیروان مہاتما جی کے سر
ضرور ہے۔ اب ذرا غور کیجئے کہ اس کی ابتدا کہاں
ہوئی اور انتہا کہاں۔ مگر اب تو اس کی معنویت اس
قدر عام ہوتی جاتی ہے کہ ہم ایسے احرار ملک و ملت
فدائے قوم بھی گھبرا گئے اور گھبرا کیوں نہ جائیں اس لئے
کہ اب تو ہم خود اپنے گھر کی مہترانی مس متھنیا سے
گھر کی مکمل صفائی اور تاخیر سے آنے کی شکایت
بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہم کو فوراً ہی یہ اندیشہ بھی
ستانے لگتا ہے کہ جس طرح ہم مال روڈ پر جلوس
لے جانے کے لئے سڑک پر الٹے سیدھے لیٹ
جایا کرتے ہیں۔ اور سرکاری حکام کو مجبور کر دیتے
ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے آفس کے سامنے
مس متھنیا جھاڑو پنجہ ٹوکرا لے کر لیٹ گئی تو
پھر اس کا کیا نتیجہ ہوگا اور اگر اس نے دوسرے
ہی روز سے برابر ہڑتال شروع کر دی تو ہم پر
دوہری مصیبتیں نازل ہو جائیں گی ایک تو خود
ہمارا گھر ہی سٹی ہم پولیس (؟) کا جواب بن جائیگا
دوسرے اگر اسی حالت میں کبھی اتفاقیہ طور پر
اخباروں کی چیخ پکار پر مجبوراً شہر کی صفائی دیکھنے
کے لئے ہیلتھ آفیسر صاحب کی موٹر ہمارے
گھر کی طرف بھی گھوم پڑی اور ان کے دماغ کا ٹرا
اس تعفن و بدبو سے معمور ہونے لگا تو غضب ہی
ہو جائے گا دوسرے ہی دن چالان اور سٹی
مجسٹریٹ کے روبرو پیشی کی نوبت آ جائے گی
اور اپنی تنخواہ کا نصف روپیہ جرمانہ میں ادا کرنا
پڑے گا۔ چاہے ہم مہینہ بھر تک فاقہ ہی سے
پڑے رہیں۔ تو ہاں خیر ہم بھی متھنیا سے نہایت
شریفانہ گفتگو کرتے ہیں اور جب کبھی کوڑا اٹھواتے
ہیں تو اس کی مزدوری علیحدہ اس کے علاوہ روزانہ

ہر چکر پر ایک پان بھی دیدیتے ہیں ادھر مہینہ ختم ہوا اور ہم نے چپکے سے اُس کے ہاتھ میں ایک روپیہ رکھ دیا۔ اب چاہے ہم کو تنخواہ مہینوں نہ ملے لیکن منشیا کی تنخواہ ہے کہ وقت پر ادا ہوتی ہے۔ مگر یہ بھی وہی خود کردہ را علاجے نیست والا معاملہ ہے۔ ہم کر ہی کیا سکتے ہیں۔ اور تو اور خود ہمارے گھر ہی میں اب روز ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں کہ معاذ اللہ خود ہماری ہی دیکھا دیکھی ہمارے ننھے میاں بھی اب وہی حرکتیں کرنے لگے ہیں ادھر ہم نے اُنھیں کسی کام سے منع کیا اُدھر اُنھوں نے ہڑتال اور ستیہ گرہ شروع کر دیا۔ اور ہم تو عدم تشدد کے پابند ہیں لیکن وہ تشدد ہی کرنے لگتے ہیں۔ کہیں لوٹا اٹھا کر پھینک دیا کہیں کٹورہ پٹک دیا کہیں اپنے پڑھنے کی کتابیں تمام صحن میں منتشر کر دیں۔ اب نہ کھانا کھاتے ہیں نہ پانی پیتے ہیں نہ کسی سے بولتے چالتے ہیں نہ اسکول پڑھنے جاتے ہیں۔ سارا کاروبار بند۔ پڑھنا لکھنا بند۔ بولنا چالنا بند۔ غرض کہ تمام کام معطل خواہ وہ اُنہیں کی ضرورت اور فائدے کا ہو۔ مگر اب ہمارے حکم کے خلاف برابر ستیہ گرہ جاری ہو جاتی ہے۔ آخر کار ہمیں کو اعتراف شکست کرنا پڑتا ہے۔ اور ننھے میاں کی اماں (ہماری وہ) بھی بالکل ہماری پیرو ہیں۔ ہم چونکہ مہاتما جی کے پیرو ہیں اس لئے اگر اتفاق سے ہم اپنی اُن کو کسی کام کے لئے حکم دیتے ہیں یا ان کو کہیں جانے سے منع کرتے ہیں تو اب وہ بھی یہی حربہ ہمارے خلاف استعمال کرنے لگتی ہیں پورے گھر میں ہڑتال ہو جاتی ہے۔ نہ کھانا پکتا ہے نہ ناشتے کی خبر لی جاتی ہے نہ خود کچھ کرتی ہیں نہ گھر کی اناؤں کو کچھ کرنے دیتی ہیں۔ ہم بھوکے پیاسے دن بھر کے تھکے ماندے گھر میں داخل ہوتے ہیں تو بس اور کوئی سوال نہ جواب سوا اس کے کہ ایک کونے میں مسہری کے پردے ڈالے ہوئے چپکے پڑی ہیں اور اگر کچھ بولیں بھی تو بس یہ۔ کہ یہ کیسے حکم دیا — آپ نے یہ کیسے کہا — ہم ضرور یہ کریں گے — اور ہم ضرور وہاں جائیں گے۔ چاہے کچھ ہو جائے۔ ابھی ٹیکسی منگائی جائے۔ اور پھر یہی نہیں ساتھ بھی چلنا ہوگا جب یہ حالت ہم دیکھتے ہیں تو جی چاہتا ہے کہ آج ہی پوری کانگرس سے استعفا دیدوں اور اس کے بعد پھر کسی ایسی تحریک میں شریک نہ ہوں اور آخر کار ہر طرح مجبور ہو کر جیسے برطانیہ آئرلینڈ کو

حکومت خود اختیاری دیدیتی ہے اسی طرح ہماری وہ بھی ہم سے نہ صرف ڈومینیل اسٹیٹس بلکہ کمل آزادی کا اعلان کرالیتی ہیں۔ اور پھر ہم بھی چپکے سے گول میز کانفرنس کی طرح گول مول ایک بے معنی تقریر کے بعد ایک اعلان کردیتے ہیں اور جو کچھ وہ فرماتی ہیں ہم کان دبا کر مان لیتے ہیں۔ اور اب یہ یہیں تک محدود نہیں رہتا بلکہ ہمارے وہ مخلص اور وفادار ملازم جو ہمیشہ ہماری وفاداری کا دم بھرا کرتے تھے آج وہ بھی ہمارے اوپر ہمارا ہی حربہ استعمال کرتے ہیں۔ جس طرح ہم ولایتی مال کے بائیکاٹ کے لئے ہر ایسی دکان پر پکیٹنگ لگادیتے ہیں اور برابر دن بھر چیخ پکار کرکے ولایتی کپڑا پہننا ــــ حرام ہے ــــ ولایتی چیزیں استعمال کرنا ــــ حرام ہے۔ ولایتی دکان میں جانا ــــ حرام ہے ــــ وغیرہ کے نعروں سے لوگوں کو متنبہ و باخبر کرتے رہتے ہیں اسی طرح بالکل اسی طرح ہمارے وفادار ملازم جب ان کو مہینے کے بعد ٹھیک وقت پر تنخواہ نہیں ملتی۔ یا اتفاقاً تاخیر ہوجاتی ہے یا کسی ملازم کو کسی جرم میں علیحدہ کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے یا اگر کسی چپراسی سے بازار کوئی سودا منگالیتے ہیں یا اسی قسم کی اور کوئی غلطی سرزد ہوجاتی ہے تو بس پھر کیا ہے ملازم ہیں کہ سب ایکا کئے کاروبار بند۔ اپنی اپنی بارک میں بیٹھے ہیں اور ہمارا سارا کام معطل ہے۔ نہ ڈاک خانہ سے ڈاک آتی ہے نہ ناشتہ کا سامان آتا ہے نہ بازار جانے والا کوئی۔ یہاں تک کہ ہمارے استعمال کرنے والی دوا کا لانے والا بھی کوئی نظر نہیں آتا۔ اور اگر ہم اسٹاف کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ بھی نہیں ہوتا کیونکہ کوئی دوسرا ملازم کوٹھی کے اندر قدم ہی نہیں رکھ سکتا سب آنے والے سے دست و گریبان ہوجاتے ہیں۔ غرض کہ ہم جب تک اپنا آرڈیننس واپس نہ لیں اُن کا بھی ستیہ گرہ جاری رہتا ہے۔ اور ہم کو اپنا سارا کام اپنے ہاتھ سے کرنا پڑتا ہے۔ اور یا یہ کہ ان لنکا شائریوں کے لئے ہندوستانی جلاہوں کی قربانی دینی پڑتی ہے ــــ

موجودہ دور سیاست اور اس کا تسلسل بالکل ہمارے گھر کی پوری فضا پر طاری ہوجاتا ہے اور پھر اس وقت ہمارے سامنے دو ہی صورتیں باقی رہ جاتی ہیں کہ یا تو ہم انہیں مرتبۂ نوآبادیات دینے کا وعدہ ہی نہیں بلکہ اعلان کریں ورنہ اسمبلی کا بم قبول کریں جو صرف ہمارے دھمکانے کے لئے املی کے کوئلے سے تیار کرکے ہم پر پھینکے جائیں گے۔

اجی صاحب کچھ یہی نہیں بلکہ زندگی کے جس شعبے پر نگاہ پڑتی ہے بس یہی معلوم ہوتا ہے ــ کاروبار بند کرو ــ دکانیں بند کرو ــ ہندوستان آزاد ــ انقلاب زندہ باد ... وغیرہ کی آوازیں کانوں میں چلی آتی ہیں اور ہم ہیں کہ اپنے گھر کے لارڈ اردن بنے ہوئے مکان کی سب سے اونچی جگہ پر مخملی کوچوں میں دو بالشت گھسے ہوئے پڑے ہیں اور لبرل جماعت کے بیسیوں وفد ہم سے ملنے کے لئے چلے آرہے ہیں ــ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ ہمیں اپنی قوم کے لیڈر ہیں اور ہمیں سب کچھ کر سکتے ہیں لیکن آج اپنی تحقیقات کے اس نتیجے پر اگر ہم کو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ہمیں بھی دوسروں کے حقوق کو تسلیم کرنے کی ضرورت ہے اور ہماری ہڑتال اور ستیہ گرہ کی مقبولیت کا اثر تمام جماعت پر یکساں ہو رہا ہے۔ یکہ والے الگ اپنی جماعت کے ساتھ تیار ہیں۔ دھوبی الگ۔ چمار الگ۔ حجام الگ۔ کوئی کونسل کی ممبری کے لئے ستیہ گرہ پر آمادہ ہے کوئی کرایہ بڑھانے کا ڈپوٹیشن لئے پھرتا ہے۔ غرضکہ کوئی فرد اور کوئی جماعت ایسی نہیں جو ہڑتال اور ستیہ گرہ کے لئے آمادہ و تیار نہ ہو۔ اس وقت ہم اپنی کمزوریوں کو محسوس کرتے ہیں تو قطعی بس یہ فیصلہ کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ہمالیہ کی کسی اونچی چوٹی۔ یا نہایت تاریک دامن میں جاکر عبادت و ریاضت میں زندگی بسر کردیں اور دنیا سے منھ موڑلیں۔ درآنحالیکہ ہم اپنے پروگرام کی تکمیل میں اسی سُرعت و تندہی سے مصروف ہیں۔ اور جب جی چاہتا ہے ایک منادی کے ذریعہ سے سارے شہر کی دکانیں بند کراکر مکمل ہڑتال کے بعد خاموش ہوجاتے ہیں۔ اور اگر کوئی ہمارے اس حکم کو ماننے کے لئے تیار نہ ہو تو پھر اس دکان پر باقاعدہ پہرہ بٹھاکر ستیہ گرہ شروع کردیتے ہیں ــ یہ ہے ہڑتال اور ستیہ گرہ کی تحقیق و تدقیق کا نتیجہ جو ہم ایسے مدبر۔ پالٹیشن۔ اور خدا جانے کیا کیا کے دماغی خزانے سے پیش کیا جاتا ہے وھو ھذا۔

قومی نعرہ ــــــ

بندے ــ ما۔ آ۔ آ۔ ترم

انقلاب... زندہ باد..... ہندوستان... آزاد

مالوی کا مال کچھ اور مولوی کا مول کچھ
کہتے ہیں بازار میں اکبر سے تو بھی بول کچھ
بولا وہ دنیا کا سودا تو فقط ایک کھیل ہے
عہد گی ہے مال میں اور مول حسن میل ہے

(اکبر الہ آبادی)

ماہنامہ انیس الغربا کے

افلاس نمبر

کا انتظار کیجئے جو

اپنی خصوصیات کے ساتھ آپ اپنی نظیر ہو گا۔

شفاخانہ سعادت منزل

کے

مجرب ادویات

۱۔ جذام کوڑھ دق سل جنون | جملہ امراض خبیثہ کا نہایت مجرب علاج کیا جاتا ہے قوت باہ کیلئے داخلی و خارجی مختلف قیمت ادویہ تیار کئے گئے ہیں مستورات اور چھوٹے بچوں کیلئے علاج میں خاص سہولت رکھی گئی ہے۔ اضلاع کیلئے خصوصیت سے سہولت کا انتظام کیا گیا ہے کہ خط آتے ہی فوراً جواب دیا جاتا ہے۔ باہر کے احباب (۵) کے ٹکٹ روانہ فرماکر ادویات طلب فرمالیں۔ اوقات مطب صبح (۷) بجے سے (۹) بجے صبح تک شفاخانہ سعادت منزل روبرے نخاس چوک سیاں شاہ علی بندہ پھر ساڑھے نو بجے صبح سے رات کے آٹھ بجے تک (شاخ) شفاخانہ روبرے مسجد نخر گنج قریب جنکشن بس کھلی کمان۔

۲۔ طلا نادر شاہی | برقی قوت والا اکمل خارجی علاج نہایت سریع التاثیر بے ضرر اور سہل الاستعمال قطعی مایوسی کی حالت میں بھی منفعت حاصل کرکے تجربہ کیجئے۔ از کار رفتہ کمزور نوجوان و ضعیف ہر دو کیلئے یکساں مفید ہے قیمت فی شیشی خورد (۱) کلاں (۲) اضلاع کے اصحاب کو ہر قسم کی ادویہ اور طبی امداد بہ عجلت بہم پہونچانے کیلئے شفاخانہ میں جدید انتظامات کئے گئے ہیں۔

ضرورت کے وقت مفصل حالات کیساتھ (۵) کے ٹکٹ بھیجئے

۳۔ پائیوریا | دانتوں کی جملہ خرابیوں کا مجرب طلسمی علاج دنیا کے تمام اطباء و ڈاکٹر ایوردیدک و ہومیوپیتھک معالجین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ دانتوں کی خرابی سے جملہ امراض جسمانی پیدا ہوتے ہیں۔ ہمارا رجسٹرڈ طلسمی علاج بفضل خدا دانتوں کی جملہ خرابیوں کو دور کرکے پائیوریا کا خاتمہ کر دیتا ہے مقامی مریض صبح نہار باسی منہ آجائیں۔ مستورات کا علاج مستورات ہی کرتی ہیں۔ اضلاع کے مریض خرچ پارسل کے لئے (۵) کے ٹکٹ بھیجکر اصل طلسمی منجن قیمتی ایک روپیہ منگوالیں

۴۔ تجدید شباب | یعنی حب اکسیر البدن جسمانی طاقت کی گولیوں کا استعمال کریں جوانی کے بھولے ہوئے افسانہ کو پھر دہرا سکتے ہیں۔ ہزاروں دفعہ کے تجربہ نے اسکو اچھی طرح ثابت کر دیا ہے کہ صرف اکسیر البدن ہی وہ دوا ہے جسکو انتہائی مایوسی کے عالم میں بھی امید کی شعاع کہا جا سکتا ہے اسکے استعمال سے صدہا اصحاب نے اپنے وزن میں زیادتی اور جسم میں غیر معمولی طاقت محسوس کی ہے نمونہ منفعت حاصل کیجئے قیمت (۴۰) گولیوں کی (عہ) اضلاع کے احباب خرچ کیلئے (۵) کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں

مینیجر شفاخانہ زبدۃ الحکماء عالیجناب حکیم میر سعادت علی صاحب معالج امراض کہنہ


ہیضہ کے ہزاروں مریض زندہ طلسمات سے
صحت یاب ہو رہے ہیں
ہیضہ کیلئے زندہ طلسمات سے بہتر دوا نہیں مل سکتی ہیضہ کے مریض
کو پندرہ منٹ کے فاصلے سے آٹھ آٹھ قطرے پانی میں ڈال کر پلایا جائے
پہلی ہی خوراک سے فائدہ شروع ہو جاتا ہے ہیضہ کے دنوں میں تندرست آدمی
بھی حفظ ماتقدم کیلئے دس دس قطرے پانی کے ساتھ صبح ناشتہ سے پہلے پی لیا کریں
جن دکانوں سے زندہ طلسمات خریدیں شیشی کے لیبل پر حضور نظام کا تاج مبارک
ٹریڈ مارک
ضرور دیکھ لیا کیجئے بہت سے نقلی طلسمات نکل چکے ہیں
ہر جگہ ملتے ہیں
منجن فاروقی
صرف ملکی جڑی بوٹیوں سے بنا ہوا
بہترین منجن ہزاروں مکانوں میں منجن فاروقی استعمال
ہوتا ہے کیونکہ یہ دانتوں کو پاک صاف کرتا ہے پیپ و خون کا نکلنا بدبو کا آنا
بند کرتا ہے سلاہٹ کو دور کرتا کیڑوں کو مارتا ہے آپ بھی روزانہ منجن فاروقی سے
دانت صاف کیجئے آپ کے دانت ہمیشہ اچھے رہیں گے قیمت فی شیشی ۳/ خورد
زندہ طلسمات تحلیل شدہ اور رجسٹرڈ شدہ علاوہ معزز ڈاکٹروں کے
پبلک کی بارہ سالہ آزمودہ دوا ہے۔ ایک شیشی ہمیشہ
پاس رکھو جو ہر وقت ڈاکٹر کا کام دیتی ہے

آپ کو دھوکا ہوا؟

ہمارا صرف ایک ہی پتہ اور ایک دکان ہے
کوٹھی بس اسٹانڈ

ہمارے سابقہ ملازم ایم اے سلام کو ۶ ماہ سے برطرف کر دیا گیا ہے



نصف قیمت پر اپنی عینک حاصل کیجیے

چشم بے بہا کے لیے صحیح مشورہ
ہم سے مفت حاصل کیجیے

منیجر کارخانہ ایس ایم لقمان ممتحن چشم و عینک ساز

رزیڈنسی کوٹھی بس اسٹانڈ سلطان بازار
بلدہ

یتیموں کی اپیل برائے خریدی رسالہ

این نامۂ عاصی را تا خوانده مکن پاره — بیچاره رقم کرد است از خونِ جگر چیزے

ماہنامہ انیس الغربا کوئی شخصی یا تجارتی رسالہ نہیں ہے۔ یہ محض یتیموں کی حمایت میں جاری ہوا ہے۔ لاہور کے بعد [illegible] دوسرا شہر ہے جسکو یتیموں کے لیے اُردو "آرگن" کی اجرائی کا طرۂ امتیاز حاصل ہے۔ بمقابل دوسرے جرائد کے اسکی امداد اور اسکی خریداری غالبًا ناقابلِ ترجیح نہو گی۔ اولین فرصت میں آپ غور فرمائیں کہ کسطرح آپ یتیموں کا عالمگیر احساس پیدا کر سکتے ہیں ہمارا ہاتھ بٹا سکتے ہیں بلکہ مضامین آپ بھی ملاحظہ فرما سکتے ہیں معززہ و نیک دل بیگمات تو فائدہ کثیر اٹھا سکتی ہیں نیز آپکے بلند اقبال صاحبزادے اور صاحبزادیاں بھی اپنی دنیاوی تعلیمات سے فرصت پاکر مطالعہ کر سکتی ہیں۔ غرض یہ رسالہ ہر پہلو سے نیز مفید ثابت نہو گا۔ اسکی شدید اہمیت آپ پر ظاہر ہوئے بغیر نہ رہیگی اگر آپ کسی لمحہ فرصت میں ایسے رسالہ کی ضرورت پر تھوڑی دیر غور فرمائیں اسکے اغراض اور اسکے مضامین اور سب سے بڑھکر پبلک میں یتیموں کا احساس پیدا کرکے وقت کی ایک شدید ترین ضرورت کو پورا کرنیکے کثیر فوائد کے مقابلہ میں بموجب صراحت بالا سال میں ایک یا دو روپیہ آپکے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ رسالہ ہذا اسی توقع پر عالی [illegible]

شرح چندہ

۱۔ معاونین یتیم خانہ سے سالانہ (عـہ) روپیہ مع چرم قربانی سالانہ ششماہی [illegible] سہ ماہی [illegible]

۲۔ طلبہ و طالبات مدارس سے سالانہ (عـہ) " " — " " " " " "

۳۔ دیگر اشخاص سے سالانہ (عـہ) " " " " " " "

۴۔ انجمنوں اور کتب خانوں کو مفت اس توقع پر کہ معزز ممبران اپنی چرم قربانی سے یتیموں کی مدد فرمائینگے۔

قواعد

ف ماہنامہ "انیس الغربا" ماہ ہلالی کے اوائل میں شائع ہوگا۔
ف۔ معاونین و جدید خریدار صاحبین تحریری فرمائش روانہ فرمائیں ورنہ عدم ترسیل رسالہ کی شکایت معاف
ف ہماری دوکانوں پر علاوہ کم دس روپیہ کا آرڈر دینے والے حضرات کو رسالہ ہذا ایک سال تک مفت روانہ کیا جائیگا
ف دو خریدار پیدا کرنیوالے حضرات کو بھی رسالہ ہذا ایک سال تک مفت روانہ کیا جائے گا۔
ف جو صاحب کم از کم پانچ چرم قربانی روانہ فرمائیں تو انکو ایک سال تک رسالہ مفت بھیجا جائے گا۔

قطعہ تاریخ نتیجۂ فکر جناب مولوی مفتی سید شاہ احمد علی صاحب [illegible]

جاری جو کیا بدر نے ماہوار رسالہ — حامی ہے یتیموں کا مُمِدّ الفقرا ہے
ہو مفتی و صوفی صفی صاف یہ کہدو — اجرائی کی تاریخ انیس الغربا ہے

یتیموں کی اپیل برائے اشتہارات

یتیم خانہ ہذا پندرہ سال سے قائم ہے اور اسوقت دو سو لڑکے اور لڑکیاں زیر پرورش ہیں۔ لڑکیوں کی شادی بھی کردیجاتی ہے بلا امداد سرکاری محض پبلک کی اجتماعی قوت سے ذی مقدرت امراء، جاگیردار اور عہدہ دار انکی خاص ہمدردیوں کا ملک ایک اچھے پیمانے پر چل نکلا ہے۔ یتیم خانہ کے مختلف کارخانوں کی وجہ سے بھی خاص و عام میں اسکی اچھی خاصی شہرت ہے۔ کاروبار بڑھ جانے سے ایک رسالہ ماہنامہ "معین الغربا" جاری کیا گیا ہے جو معاشرت کی اصلاح اور یتیموں کا احساس پیدا کرنیکے لئے [illegible] ہزار کی درمیانی تعداد میں تقریباً مفت تقسیم کیا جاتا ہے اسکے مضامین چونکہ اصلاحی ہوتے ہیں و نیز اسکی آمدنی چونکہ یتیم معصوموں کی ضروریات [illegible] اسلئے یہ رسالہ دیگر شخصی تجارتی رسالوں سے زیادہ ہر دلعزیز اور زیادہ دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے لہذا اسکے اشتہار سینکڑوں ہزاروں ہاتھوں میں جاتے ہیں اور مفید تشہیر کا باعث ہوتے ہیں اس میں اشتہار دینے سے تشہیر کے کامیاب اور تجارت کے فروغ پانے کے علاوہ اس سے یتیموں کو بڑی امداد ملیگی اور آپ کو جو ثواب حاصل ہوگا اور اس ثواب سے آپ کی تجارت میں منجانب اللہ جو برکت ہوگی اسکو خدائے پاک ہی بہتر جانتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ رسالہ ہذا بہمہ وجوہ موجب نجات ثابت ہوگا۔ آپ اسمیں اشتہار دیکر دنیا اور آخرت دونوں کما سکتے ہیں۔

آپ چونکہ روشن خیال ہیں اصول تجارت و اصول اشتہار سے واقف اور یتیموں سے بھی خاص ہمدردی رکھتے ہیں۔ اسلئے آپ سے خاص طور پر اشتہار کی استدعا کی جاتی ہے [illegible] توقع ہے کہ آپ صرف تشہیر کے خیال ہی سے نہیں بلکہ یتیموں کی پرورش اور انکی تعلیمی امداد کا لحاظ فرماکر اشتہار کا آرڈر ضرور دینگے۔ آپ [illegible] ہماری درخواست قبول فرما سکتے ہیں کیونکہ آپکے وسیع کاروبار کے مدنظر اشتہار کی ایک چھوٹی سی رقم کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

ماہران فن اشتہار کی رائے ہے [illegible] رسالہ جات کے اشتہار چونکہ ایک ماہ تک مطالعہ میں رہتے ہیں اسلئے انکا ایک اشتہار ہفتہ وار اخبار کے چار اور روزنامہ اخبار کے تیس اشتہاروں کا کام دیتا ہے۔ لہذا کیا بلحاظ کفایت کیا بلحاظ ثواب و امداد یتامے کیا بلحاظ تعداد کثیر و ہر دلعزیزی رسالہ اور کیا بلحاظ کمی اجرت یتیم خانہ کا رسالہ زیادہ ترجیح کے قابل ہے۔ نوٹ:- اس نرخنامہ کی رعایت سے وہی مشتہرین فائدہ اٹھاسکتے ہیں جو اجرت پیشگی مرحمت فرمائیں۔

نرخنامہ اشتہارات

مدت	پورا صفحہ	نصف	ربع	آٹھواں حصہ	مدت	پورا صفحہ	نصف	ربع	آٹھواں حصہ
ماہانہ	صہ	عالہ	عہ۸	۱۰	ششماہی	عسہ	عسہ	صہ	عالہ۸
سہ ماہی	للعہ	سے	سے	تعہ	سالانہ	سہ	دسہ	تعہ۸	سے۱۲

مطبع برقی اعظم جاہی شاہ علی بنڈہ سے طبع ہو کر یتیم خانہ معین الغربا حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔ طباعت ۲۰۰۰ جلد